معانی تھیں آپ ﷺ نے سفرا کو کچھ نہیں کہا اور پورے احترام سے رخصت کیا۔ جب مسیلمہ کو دو کا قاصد ایک گستاخانہ پیغام لے کر آئے تو بھی آپ ﷺ نے اسی قدر فرمایا:

لو لا ان الرسل لا تقتل لضربت اعنا قکما (۱۰۲)

خدا کی قسم اگر سفیروں کو قتل نہ کرنے کی روایت نہ ہوتی تو میں تمہاری گردن مار دیتا۔

خلاصہ کلام

جہاد احکام اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے، جس کے دیگر احکامات کی طرح اپنے اصول وضوابط ہیں، اپنی شرائط اور اپنا فلسفہ ہے، جن کا حقیقی معنیٰ میں ادراک رکھنے والا شخص ہی اس پر گفتگو کا حق رکھتا ہے۔ دہشت گردی کا معاملہ آج کا اہم ترین موضوع ہے، مگر بہ وجوہ یہ مسئلہ افراط وتفریط کا حد درجہ شکار ہے۔ دہشت گردی کے مسئلے کو جہاد کے ساتھ منسلک کرنا خلطِ مبحث کی نمایاں ترین مثال ہے۔

دہشت گردی سے آج پوری دنیا متاثر ہے، مگر آج تک اس بارے میں سنجیدگی سے کوئی کوشش نظر نہیں آتی کہ خود دہشت گردی کی تعریف متعین کی جائے، تاکہ پوری دنیا میں دہشت گردی سے متاثر ہونے والوں، اور اپنے حقوق کے لئے جدو جہد کرنے والوں کو دہشت گردوں سے ممتاز کیا جا سکے، اور ان قوتوں کی بھی وضاحت ہو سکے جن کے اقدامات دہشت گردی کو فروغ دینے کا سبب ہیں، یا بالواسطہ دہشت گردی میں ملوث قوتوں کی پشت پناہی کا سبب بن رہے ہیں۔

جہاں تک جہاد کا سوال ہے تو اس کے احکامات بالکل واضح انداز میں موجود ہیں، جو قرآن وسنت سے بہ راہ راست مستنبط ہیں، اور اسوۂ حسنہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کی صورت میں اس کی عملی شکلیں ہمارے سامنے موجود ہیں۔

۱۰۲۔ حاکم: ج ۲، ص ۱۵۵، رقم ۲۶۳۲۔ ابوداؤد: ج ۳، ص ۴۴۱، رقم ۲۷۶۲

حیات طیبہ
روایاتِ مسندِ احمد کی روشنی میں

﴿۱﴾

مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی

Life of the Holy Prophet (peace be upon him)
in the light of "Musnad Ahmad"

Imam Ahmad ibn Hanbal (demise 241 AH), is a trustworthy Imam of Hadith and Fiqh. His anthology "al-Musnad (Supported)" holds a high reputation in Hadith literature. The importance of his exposition "al-Musnad" can be judged by this comment of 'Allāma Jalaluddin Sauti : "The weak (Da'ī f) traditions of al-Musnad should also be taken in the grade of Good (Hasan)".

Compilation of the life of the Holy Prophet (peace be upon him) in the light of Holy Qur'an and Ahadī th is an important work. Scholars have given attention towards this kind of work in all the periods. In fact, this article is the first part of the series of these articles. The learned scholar of this article has recorded the events of before the birth of the Prophet till the beginning period of his propagation.

تعارف

امام ابوعبداللہ احمد بن حنبل بن ہلال بن اسد بن ادریس بن عبداللہ بن حیان بن عبداللہ بن انس الشیبانی الذہلی رحمۃ اللہ علیہ۔ ربیع الاول ۱۶۴ھ میں بغداد میں ولادت ہوئی اور جمعۃ المبارک ۱۲/ ربیع الاول ۲۴۱ھ کے دن بغداد ہی میں آپ نے وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

۱۷۹ھ میں پندرہ سال کی عمر میں علم حدیث کی تحصیل کی ابتدا بغداد کے مشہور محدث ہشیم بن شبیر (م۱۸۳ھ) سے تین ہزار سے زائد احادیث لکھ کر کی، اور ۲۰۰ھ کے لگ بھگ چھتیس سال کی عمر میں دو سو تراسی مشائخ حدیث سے سماعت کردہ ساڑھے سات لاکھ (یا ابوزرعہ محدث کی روایت کے مطابق دس لاکھ) احادیث سے مسند کی تدوین شروع کی اور تیس ہزار کے قریب احادیث کا ایک جامع ذخیرہ مرتب کیا۔ امام احمد رحمہ اللہ نے خود فرمایا کہ میں نے اس کتاب کو امام بنایا ہے، جب بھی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سنت میں اختلاف کریں تو اس کتاب کی طرف رجوع کریں۔

امام ابن الجزری کا قول ہے کہ روئے زمین پر حدیث میں اس سے اعلیٰ کتاب نہیں روایت کی گئی۔

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

وکل ما کان فی مسند احمد فھو مقبول فان الضعیف فیه یقرب من الحسن (۱)

جو کچھ مسند احمد میں موجود ہے وہ مقبول ہے، کیوں کہ مسند احمد کی ضعیف روایات بھی حسن کے قریب ہیں۔

اس سلسلۂ مضامین میں راقم نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کو مسند احمد کی روایات کی روشنی میں مرتب کرنے کی سعی کی ہے۔ اس سلسلے میں صرف ان روایات کو واقعات سیرت کی تاریخی ترتیب سے مرتب کیا گیا ہے، جو مسند احمد میں مذکور ہیں۔

نبوت سے سرفرازی

حضرت میسرۃ الفجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کب نبی لکھے گئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب کہ ابھی آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔ (۲)

عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے آپ کب نبی بنائے گئے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ابھی آدم (علیہ السلام) روح اور جسم کے درمیان تھے۔ (۳)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اس وقت بھی خاتم النبیین تھا جب کہ آدم علیہ السلام ابھی اپنے روح اور جسم کے درمیان تھے، میں تمہیں پہلے کی بات بتاتا ہوں، میں اپنے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کی دعا ہوں (حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے صاحب زادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ کعبہ شریف کی تعمیر سے فراغت کے

بعد یہ دعا کی تھی ''اے ہمارے پروردگار! ان میں ایک عظیم المرتبت رسول مبعوث فرما''۔ (۴) عیسیٰ (علیہ السلام) کی بشارت ہوں (حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا ''میں تمہارے پاس اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں اور تمہیں اپنے بعد تشریف لانے والے رسول گرامی کی آمد کی خوش خبری دیتا ہوں جن کا نام احمد ہو گا۔ (۵) اور اپنی والدہ کا خواب ہوں جو انہوں نے دیکھا تھا (خواب کا تذکرہ آگے آئے گا) اسی طرح انبیاء کرام (علیہم السلام) کی مائیں خواب دیکھتی رہیں ہیں۔ (۶)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی دوسری حدیث میں یہ اضافہ مذکور ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ نے آپ ﷺ کی ولادت کے وقت ایسا نور دیکھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (۷)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا: میں اللہ کا بندہ ام الکتاب (لوحِ محفوظ) میں خاتم النبیین (مکتوب) تھا اور آدم (علیہ السلام) ابھی اپنے جسم اور روح کے درمیان تھے، میں تمہیں اس کی تفصیل بتاتا ہوں میں اپنے والد ابراہیم (علیہ السلام) کی دعا کا ثمرہ ہوں، عیسیٰ (علیہ السلام) کی اپنی قوم کی بشارت کو بشارت کا نتیجہ ہوں۔ (۸) اور اپنی والدہ کے خواب کی تعبیر ہوں، میری ماں نے دیکھا کہ ان سے ایک نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے، اسی طرح انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم کی مائیں خواب دیکھتی رہیں ہیں۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! اپنی ابتدا کے بارے میں ارشاد فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: میں اپنے والد ابراہیم (علیہ السلام) کی دعا کا ثمرہ، عیسیٰ (علیہ السلام) کی بشارت ہوں اور میری والدہ نے دیکھا ان سے نور نکلا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (۹)

میثاق اَلَستُ میں

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ آیت کریمہ:

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْ بَنِیٓ اٰدَمَ مِنْ ظُھُوْرِھِمْ ذُرِّیَّتَھُمْ وَاَشْھَدَھُمْ عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ (۱۰)

اور جب تیرے رب نے بنی آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان ہی کو ان پر گواہ بنایا۔

کے متعلق بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سب انسانوں کی ارواح کو جمع فرمایا ان کو صورت اور قوت گویائی بخشی، پھر ان سے عہد و میثاق لیا اور انہیں ان کی جانوں پر گواہ کیا اور فرمایا: کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟

ارشاد فرمایا: میں تم پر سات آسمانوں اور سات زمینوں کو گواہ بناتا ہوں اور تم پر تمہارے باپ آدم (علیہ السلام) کو گواہ بناتا ہوں کہ تم قیامت کے روز یہ کہو کہ ہمیں اس کا علم نہیں، جان لو کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، میرے علاوہ کوئی رب نہیں، سو میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا، میں تمہارے پاس اپنے رسول بھیجوں گا جو تمہیں میرا عہد و پیمان یاد دلائیں گے اور میں تم پر اپنی کتابیں نازل کروں گا۔ سب ارواح نے کہا کہ ہم نے گواہی دی کہ بے شک تو ہمارا ربّ اور ہمارا معبود ہے، تیرے علاوہ ہمارا کوئی رب نہیں ہے۔ سب نے اس بات کا اقرار کیا اور آدم (علیہ السلام) نے بلندی سے سب کو دیکھا، ان میں غنی بھی تھے، فقیر بھی، خوب صورت بھی تھے اور بدصورت بھی، حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی: پروردگار تو نے ان کو یک ساں کیوں نہیں بنایا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے اس چیز کو پسند فرمایا کہ میرا شکرادا کیا جائے، انہوں نے انبیائے کرام کو ارواح کے درمیان چراغوں کی طرح روشن دیکھا، جنہیں رسالت اور نبوت کے ایک اور میثاق سے خاص کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ (۱۱)

اور جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور آپ ﷺ سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ان ارواح میں موجود تھے، انہیں حضرت مریم کی طرف بھیجا گیا۔ (۱۲)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کو تمام زمین سے لی گئی مٹھی بھر مٹی سے پیدا فرمایا، اسی لئے آدم (علیہ السلام) کی اولاد مختلف رنگتیں اور مختلف طبیعتیں رکھتی ہے، بعض سفید، بعض سرخ، بعض سیاہ اور بعض ملی جلی رنگت رکھتے ہیں، بعض خبیث، بعض پاکیزہ، بعض نرم، بعض سخت اور بعض ملی جلی طبیعتوں کے مالک ہیں۔ (۱۳)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب آدم (علیہ السلام) کو پیدا فرمایا تو ان کے دائیں شانے پر ضرب لگائی تو اس سے چیونٹیوں کی طرح ان کی سفید اولاد نکلی اور ان کے بائیں شانے پر ضرب لگائی تو اس سے کوئلوں کی طرح ان کی کالی اولاد نکلی، اللہ تعالیٰ نے ان کی دائیں جانب والی اولاد سے فرمایا: یہ جنت کے لئے ہیں اور مجھے پروا نہیں، اور ان کی بائیں شانے والی اولاد سے فرمایا: یہ جہنم کے لئے ہیں اور مجھے پروا نہیں۔ (۱۴)

نسب

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (نوح علیہ السلام کا بیٹا) سام عربوں کا باپ، حام اہل حبش کا باپ اور یافث رومیوں کا باپ ہے۔ (۱۵)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسماعیل (علیہ السلام) کی اولاد میں سے کنانہ کو منتخب فرمایا، کنانہ کی اولاد میں سے قریش کو، قریش میں سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم میں سے مجھے منتخب فرمالیا۔ (۱۶)

حضرت عبد المطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار کے کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور کہا ہم آپ کی قوم سے عجیب قسم کی باتیں سنتے ہیں، ان میں سے کوئی کہتا ہے کہ آپ کی مثال کوڑی سے اُگی ہوئی کھجور جیسی ہے (آپ کے خاندان کا شمار اشراف میں سے نہیں ہے) رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: لوگو! میں کون ہوں؟ لوگ عرض گزار ہوئے: آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں محمد (ﷺ) بن عبداللہ بن عبد المطلب ہوں (راوی کہتے ہیں ہم نے اس سے پہلے آپ کو اپنا شرف بیان فرماتے نہیں سنا تھا) سنو! اللہ عزوجل نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے اپنی بہترین مخلوق میں رکھا، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے دو گروہ بنائے تو مجھے ان کے بہترین گروہ میں بنایا، پھر ان کے قبیلے بنائے تو مجھے ان کے بہترین قبیلے میں بنایا، پھر ان کے گھرانے بنائے تو مجھے ان سب سے بہترین گھرانے میں رکھا، سو میں گھرانے کے اعتبار سے اور شخصی اعتبار سے تم سب سے بہتر ہوں۔ (۱۷)

ولادت باسعادت

حضرت قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میری اور رسول اللہ ﷺ کی عام الفیل میں ایک ہی دن میں ولادت ہوئی۔ (۱۸)

بنو سعد میں رضاعت اور شقِ صدر

حضرت عتبہ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کی ابتدائی کیفیات کے متعلق دریافت کیا، آپ نے ارشاد فرمایا: میری رضاعی ماں بنو سعد بن بکر کی تھیں، ایک دن میں اور اس کا بیٹا اپنی بکریوں کی طرف چلے گئے، ہم اپنے ساتھ کھانے پینے کی کوئی چیز لے کر نہیں گئے،

میں نے اپنے (رضاعی) بھائی سے کہا جاؤ امی سے توشہ لے آؤ، میرا بھائی چلا گیا اور میں بکریوں کے پاس رک گیا، اتنے میں میرے پاس بڑے بڑے دو سفید پرندے آ گئے، ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: کیا وہ یہی ہیں؟ دوسرے نے کہا: ہاں، پھر وہ دونوں میری طرف بڑھے اور مجھے پکڑ کر گدی کے بل لٹا دیا، پھر میرا دل نکال کر چیرا اور اس میں سے دو سیاہ خون کی پھٹکیاں نکالیں، اور ایک نے دوسرے سے کہا مجھے برف کا پانی دو اس سے انہوں نے میرا شکم دھویا، پھر کہا مجھے ٹھنڈا پانی دو، اس سے انہوں نے میرا دل دھویا، پھر کہا چھری لاؤ، پھر وہ چھری میرے دل میں داخل کر دی، تب ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا اس (شگاف) کو سی دو، اس نے سی دیا اور اس پر مہر نبوت لگا دی، پھر ایک نے دوسرے سے کہا انہیں ترازو کے ایک پلڑے میں اور ان کی امت کے ہزار کو دوسرے پلڑے میں رکھو، میں ان ہزار کو اپنے اوپر دیکھتا رہا اور ڈرتا رہا کہ ان میں سے کچھ میرے اوپر نہ گریں، پھر اس نے کہا اگر انہیں ان کی ساری امت کے بالمقابل بھی وزن کرو گے پھر بھی یہ جھک جائیں گے (آپ کا پلڑا بھاری رہے گا)، وہ دونوں مجھے چھوڑ کر چلے گئے اور میں خوف زدہ ہو کر اپنی والدہ کے پاس چلا گیا اور انہیں سارا واقعہ سنایا، وہ میرے بارے میں خوف زدہ ہو گئیں اور بولیں میں تجھے اللہ کی پناہ میں دیتی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، انہوں نے اپنا اونٹ تیار کیا، مجھے اونٹ پر سوار کیا اور خود میرے پیچھے سوار ہوئیں یہاں تک کہ ہم اپنی امی (سیدہ آمنہ) کے ہاں پہنچے۔

میری رضاعی ماں نے ان سے کہا میں نے اپنی امانت اور ذمے داری پوری کر دی ہے اور انہیں سارا واقعہ سنایا، میری والدہ ماجدہ نے اس کا کوئی خیال نہ کیا اور فرمایا میں نے (ان کی ولادت کے وقت) دیکھا مجھ سے نور خارج ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (۱۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے ایک آنے والا آیا اس نے آپ کو پکڑا، آپ کا شکم اطہر چیرا اس میں سے خون کا لوتھڑا نکال کر اسے پھینک دیا اور کہا: یہ آپ میں شیطان کا حصہ تھا، پھر آپ کے سینۂ مبارک کو آبِ زمزم سے سونے کے تھال میں دھویا پھر اسے سی دیا، بچے آپ ﷺ کی رضاعی ماں کی طرف گئے اور اسے بتایا: محمد (ﷺ) قتل کر دیئے گئے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ کا رنگ فق تھا، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم آپ کے سینے پر سلائی کا نشان دیکھتے تھے۔ (۲۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس آئے آپ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے، جبریل نے آپ کو پکڑ کر لٹایا، آپ کے سینے کو چیرا، اس میں سے دل کو نکالا، پھر دل کو چیر کر اس میں سے جمے ہوئے خون کا ٹکڑا نکالا اور کہا یہ آپ میں شیطان کا حصہ تھا، پھر آپ کے قلب انور کو سونے کے تھال میں آبِ زمزم سے دھویا، پھر اسے اپنی جگہ رکھ کر سینۂ مبارک سی دیا، لڑکے بھاگتے ہوئے آپ کی رضاعی ماں کے پاس گئے اور بتایا کہ محمد (ﷺ) قتل کر دیئے گئے، وہ لوگ آپ کے پاس آئے، دیکھا کہ آپ کا رنگ فق ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں آپ ﷺ کے سینے پر سلائی کا نشان دیکھتا تھا۔ (۲۱)

دوسری بار شقِ صدر

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنے میں نہیں جھجکتے تھے، وہ آپ سے ان چیزوں کے بارے میں سوال کرتے تھے جن کے بارے میں دوسرے صحابہ سوال نہیں کرتے تھے، انہوں نے کہا. یارسول اللہ! آپ نے نبوت کے بارے میں سب سے پہلے کیا ملاحظہ فرمایا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا: ابو ہریرہ! میں دس سال چند ماہ کی عمر میں صحرا میں تھا، میں نے اپنے سر کے اوپر گفتگو سنی، ایک آدمی دوسرے سے کہہ رہا تھا کیا وہ یہی ہے؟ اس نے کہا ہاں، پھر وہ دونوں میرے سامنے آگئے، میں نے ان جیسے چہرے کبھی نہیں دیکھے، نہ ان جیسی خوش بو کسی مخلوق سے پائی، نہ ہی ان کے کپڑوں جیسے کپڑے کسی اور پر دیکھے، وہ میری طرف چلتے ہوئے آئے، انہوں نے میرا ایک ایک شانہ پکڑا مجھے ان کے ہاتھوں کا لمس محسوس نہیں ہوا، ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: انہیں لٹا دیں، انہوں نے مجھے بغیر تنگی سختی کے لٹا دیا، ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: ان کا سینہ پھاڑ دیں، اس نے میرا سینہ پھاڑ دیا، خون نکلا نہ مجھے تکلیف ہوئی، پہلے نے کہا: کینہ اور حسد نکال دو، دوسرے نے جمے ہوئے خون جیسی کوئی چیز نکال کر پھینک دی، پھر کہا اس میں شفقت اور رحمت داخل کر دو، اس نے چاندی جیسی کوئی چیز بھر دی۔ پھر اس نے میرے دائیں پاؤں کے انگوٹھے کو ہلا کر کہا: سلامتی کے ساتھ جاؤ، میں اسی وجہ سے چھوٹوں پر شفقت ونرمی اور بڑوں کے ساتھ رحمت کے ساتھ آیا ہوں۔ (۲۲)

بکریاں چَرانا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث کے آخر میں ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا اسے جہنم سے نکال لیا جائے گا، پھر انہیں نہرِ حیات میں ڈال دیا جائے گا، وہ وہاں سے ایسے برآمد ہوں گے جیسے دانا سیلاب کے کوڑا کرکٹ میں اگتا ہے، تم دیکھتے نہیں ہو اس پودے کا وہ حصہ جو سورج کی سمت ہوتا ہے وہ ہرا اور جو سایے کی طرف ہو وہ زرد رنگ کا ہوتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایسا لگتا ہے جیسے آپ نے بکریاں چرائی ہوں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں میں نے بکریاں چرائی ہیں۔ (۲۳)

حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اونٹوں اور بکریوں والوں نے فخر و مباہات کا اظہار کیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فخر اور تکبر اونٹوں والوں میں اور سنجیدگی اور وقار بکریوں والوں میں ہوتا ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رسالت سے سرفراز فرمایا گیا، حال آں کہ وہ اپنے گھر والوں کی بکریاں چرایا کرتے تھے، اور مجھے مبعوث فرمایا گیا اور میں جیاد میں اپنے گھر والوں کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ (۲۴)

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیلو توڑ رہے تھے، آپ نے فرمایا کالے کالے توڑو وہ سب سے اچھے ہوتے ہیں، ہم نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ نے بکریاں چرائی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں، اور کوئی نبی (علیہ السلام) ایسا نہیں جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ (۲۵)

حلف مطیبین میں شرکت

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے لڑکپن میں چچاؤں کے ساتھ حلفِ مطیبین (اس معاہدے کے شرکا نے کعبہ کے پاس سے عطر سے بھرے ہوئے کٹورے میں ہاتھ ڈبو کر ایک دوسرے کا ساتھ دینے کی قسمیں کھائی تھیں) (۲۶) میں شرکت کی تھی، میں اسے سرخ اونٹوں کے بدلے بھی توڑنا پسند نہیں کروں گا۔

زہری کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام نے جس حلف (عہد و پیمان) کو پایا ہے اس کی پابندی میں اضافہ کیا ہے۔ (اس کو سختی سے برقرار رکھا ہے) اسلام میں حلف نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش (مہاجرین) اور انصار میں مؤاخات قائم فرمائی تھی۔ (۲۷)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں

نے لڑکپن میں اپنے چچاؤں کے ساتھ حلف مطیبین میں شرکت کی تھی، میں سرخ اونٹوں کے بدلے بھی اسے توڑنا پسند نہیں کروں گا۔(۲۸)

کاہنہ کی خبر

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں قریش ایک کاہنہ کے پاس آئے اور اس سے کہا ہمیں یہ بتاؤ کہ ہم میں سے ایسا کون ہے جو اس مقام (ابراہیم علیہ السلام) والے سے قریب ترین مشابہت رکھتا ہے؟ اس نے جواب دیا اگر تم اس ریتیلی زمین پر کمبل بچھا کر اس پر چلو تو میں تمہیں بتادوں گی، انہوں نے کمبل بچھادیا اور اس پر چلے، کاہنہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش پا دیکھ کر کہا یہ صاحبِ مقام (ابراہیم علیہ السلام) سے قریب ترین مشابہت رکھتے ہیں۔اس واقعے کے بیس سال یا کم وبیش مدت میں آپ ﷺ کی بعثت ہوئی۔(۲۹)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے عقد

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے عقد میں دل چسپی رکھتے تھے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کھانا اور مشروب تیار کیا، اپنے والد کو بلایا اور قریش کی ایک جماعت کی دعوت کی، سب نے پیٹ بھر کر کھایا پیا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد سے کہا: محمد بن عبداللہ (ﷺ) نے مجھے نکاح کا پیغام دیا ہے، آپ میرا ان سے عقد کردیں، آپ کے والد نے نکاح کردیا، نکاح کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے قریش کے معمول کے مطابق اپنے والد کو حلّہ پہنایا، جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد کا نشہ ختم ہوا، اس نے اپنے جسم پر خوش بو اور حلّہ دیکھ کر پوچھا: یہ کیا قصہ ہے؟ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ نے میرا محمد بن عبداللہ (ﷺ) سے نکاح کردیا ہے، وہ کہنے لگا میں ابوطالب کے یتیم سے تیرا عقد کروں، میری زندگی کی قسم! ایسا نہیں ہو گا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: آپ کو شرم نہیں آتی، آپ یہ چاہتے ہیں کہ اپنے آپ کو قریش کی نظروں میں بے وقوف قرار دیں؟ آپ لوگوں کو بتائیں گے کہ آپ نشے کی حالت میں تھے، آپ والد کو برابر سمجھاتی رہیں یہاں تک کہ وہ راضی ہوگئے۔(۳۰)

شریک تجارت اور دوست

حضرت مجاہد بیان کرتے ہیں حضرت سائب بن سائب (عبداللہ) العابدی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کی بعثت سے قبل تجارت میں آپ کے شریک کار تھے، فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کی خدمت میں آئے اور کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ دھوکہ دیتے تھے نہ جھگڑا اور کٹ حجتی کرتے تھے۔ (۳۱)

حضرت سائب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ تجارت میں میرے شراکت دار تھے، آپ بہترین شراکت دار تھے، آپ دھوکہ دہی کرتے تھے نہ جھگڑا اور کٹ حجتی کرتے تھے۔ (۳۲)

حضرت سائب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مجھے فتح مکہ کے روز حضرت عثمان بن عفان اور زبیر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آئے (۳۳) وہ آپ کے سامنے میری تعریف کرنے لگے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے مت بتاؤ، سائب قبل از بعثت میرے دوست تھے، سائب بولے ہاں یا رسول اللہ! آپ بہت اچھے دوست تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سائب! دورِ جاہلیت والی اپنی اچھی عادات کو اسلام میں برقرار رکھنا، مہمان نوازی کرنا، یتیم کی عزت کرنا اور اپنے ہمسائے سے اچھا سلوک کرنا۔ (۳۴)

مجاہد بیان کرتے ہیں کہ قبل از اسلام سائب بن ابی السائب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شریکِ تجارت تھے، فتح مکہ کے روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے بھائی اور شریکِ تجارت کو خوش آمدید، تم دھوکہ کرتے تھے نہ جھگڑا اور نہ کٹ حجتی سے کام لیتے تھے۔ سائب! تم دورِ جاہلیت میں جو اچھے کام کرتے تھے وہ نا قابلِ قبول ہیں، آج (اسلام قبول کرنے کے بعد) وہ تم سے قبول ہوں گے۔ راوی کہتے ہیں حضرت سائب رضی اللہ عنہ صلہ رحمی کرتے تھے اور لوگوں کو قرض دیا کرتے تھے۔ (۳۵)

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ (۳۶) بیان کرتے ہیں دورِ جاہلیت میں محمد (ﷺ) میرے محبوب ترین شخص تھے، جب آپ نے اعلانِ نبوت کیا اور مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ نے موسم حج میں ذی یزن (شاہانِ یمن حمیر کے شاہی خاندان کا یک فرد، سیف کا والد) کا فروخت کرنے کے لئے لایا گیا حلہ پچاس اشرفیوں میں خریدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہ طور تحفہ پیش کرنے کے لئے مدینہ طیبہ میں آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرما کر ان کا ہدیہ قبول کرنے سے

انکار فرمادیا کہ ہم مشرکوں کی کوئی چیز قبول نہیں کرتے ، ہاں اگر تم چاہو تو ہم اسے قیمتاً لے لیں گے ،حکیم کہتے ہیں پھر میں نے یہ حلّہ آپ کو قیمتاً دے دیا۔(۳۷)

حضرت عیاض بن حمار المجاشعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بعثت سے قبل میری نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جان پہچان تھی۔آپ کی بعثت کے بعد میں اونٹ تحفے کے طور پر لے کر آپ کی خدمت میں آیا،آپ نے میرا تحفہ قبول نہ کیا اور فرمایا: ہم مشرکوں کے تحفے قبول نہیں کرتے۔(۳۸)

زید بن عمرو بن نفیل سے ملاقات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وادی بلدح (بلدح مکہ مکرمہ کے قریب مغربی سمت پر ایک وادی ہے) کی ترائی میں زید بن عمرو(۳۹) سے ملے، یہ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے کا واقعہ ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے دستر خوان رکھا جس میں گوشت تھا، زید نے یہ کہہ کر اسے کھانے سے انکار کر دیا کہ میں بتوں کے تھانوں پر ذبح کردہ جانوروں کا گوشت نہیں کھاتا ، میں تو صرف اسی جانور کا گوشت کھاتا ہوں جس پر بہ وقتِ ذبح اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے۔(۴۰)

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (قبل از بعثت) مکہ میں کسی جگہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف فرما تھے، زید بن عمرو بن نفیل کا وہاں سے گزر ہوا، انہوں نے زید کو کھانے میں شرکت کی دعوت دی، زید نے جواب دیا: بھتیجے! میں ایسا کھانا نہیں کھاتا جس میں ایسا گوشت ہو جو بتوں کے تھانوں پر ذبح کئے گئے ہوں۔راوی کہتے ہیں اس واقعے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی کبھی ایسا گوشت نہیں کھایا۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے والد کا حال آپ کو معلوم ہے آپ نے خود بھی انہیں دیکھا ہے اگر وہ آپ کی بعثت کا زمانہ پاتے تو آپ پر ایمان لاتے اور آپ کی اتباع کرتے،آپ ان کے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں،اور ان کے لئے مغفرت کی دعا فرمائی اور فرمایا وہ قیامت کے دن بہ طور ایک امت اٹھیں گے۔(۴۱)

تعمیر کعبہ میں شرکت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی پتھر لا رہے تھے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا: اپنی ازار پتھر کے نیچے شانے پر رکھ لیں، آپ نے ایسا کیا تو آپ ﷺ زمین پر گر گئے اور آپ کی آنکھیں آسمان کی طرف چڑھ گئیں، پھر آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا میری ازار، میری ازار، تو آپ کی ازار باندھ دی گئی۔ (۴۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش مکہ کے ساتھ کعبے کی تعمیر کے لئے پتھر لا رہے تھے، آپ پر ازار تھی، آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: بھتیجے! اپنی ازار اتار کر اپنے شانے پر پتھر کے نیچے رکھ دو، آپ نے ایسا کیا تو آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے، اس دن کے بعد آپ کبھی برہنہ نہیں دیکھے گئے۔ (۴۳)

حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب کعبہ تعمیر کیا گیا لوگوں کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی پتھر لا رہے تھے، آپ نے کپڑا (ازار) اتار کر اپنے کندھے پر رکھ لیا، تو آواز آئی اپنا ستر مت کھولیں، آپ ﷺ نے پتھر پھینک دیا اور کپڑا پہن لیا۔ (۴۴)

حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ نے دورِ جاہلیت میں کعبے کی تعمیر کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ قریش نے کعبے کی عمارت کو ڈھا دیا اور اسے وادی کے پتھروں سے تعمیر کرنے لگے، قریش نے اسے بیس ہاتھ بلند بنایا، قریش وادی سے پتھر لاتے تھے، ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اجیاد سے پتھر لا رہے تھے آپ پر دھاری دار چادر تھی، چادر تنگ ہو رہی تھی، آپ اسے شانے پر رکھنے لگے، چادر چوں کہ چھوٹی تھی، اس لئے آپ کا ستر کھل رہا تھا، آواز آئی: اے محمد! اپنا ستر ڈھانپ دیں، اس کے بعد آپ کو برہنہ نہیں دیکھا گیا۔ (۴۵)

حجر اسود کی تنصیب

حضرت سائب رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے دورِ جاہلیت میں کعبے کی تعمیر میں حصہ لیا تھا، وہ بیان کرتے ہیں میرے پاس ایک پتھر تھا جسے میں اپنے ہاتھوں سے صاف کرتا تھا، میں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس کی پوجا کرتا تھا، اس کے لے عمدہ دودھ لاتا اور اس پر ڈال دیتا، ایک کتا آتا دودھ چاٹتا پھر ٹانگ اٹھا کر بت پر پیشاب کر دیتا، ہم نے کعبے کی تعمیر کو جب حجر اسود کی جگہ تک پہنچایا، حجر اسود کسی کو نظر نہ آیا، اچانک وہ ہمیں اپنے پتھروں کے درمیان آدمی کے سر کی طرح نظر آیا کہ آدمی اس میں اپنا چہرہ دیکھ لے۔

قریش کے مختلف بطون (شاخوں) میں حجر اسود کی تنصیب پر اختلاف ہو گیا، قبیلے کی ہر شاخ کا

مطالبہ تھا کہ اسے ہم نصب کریں گے، پھر بات اس پر ٹھہری کہ کسی کو حَکَم (فیصل) بنالو، اور یہ طے پایا کہ جو شخص سب سے پہلے اس راستہ سے آئے گا (وہ فیصلہ کرے گا) سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، لوگوں نے کہا: تمہارے پاس امین آگئے، انہوں نے اپنا معاملہ بیان کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کو کپڑے پر رکھا، قریش کے سرداروں کو بلایا انہوں نے کپڑے کے کونے پکڑ کر حجر اسود کو اٹھایا اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کو اس کے مقام پر نصب فرمادیا۔ (۴۶)

قبل از بعثت حج

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بعثت سے پہلے لوگوں کے ساتھ عرفات میں وقوف کرتے ہوئے دیکھا اور آپ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے لوگوں کے ساتھ عرفات سے واپس پلٹتے تھے (واضح رہے کہ قریش خود کو حُمس کہلاتے تھے اور عرفات میں نہیں جاتے تھے بلکہ مزدلفہ ہی سے پلٹ آتے تھے)۔ (۴۷)

لات وعزّٰی کی پوجا نہ کرنا

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پڑوسن نے بیان کیا کہ اس نے سنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرما رہے تھے اے خدیجہ! بہ خدا میں لات وعزیٰ کی پوجا نہیں کروں گا، اللہ کی قسم! میں کبھی بھی ان کی عبادت نہیں کروں گا، حضرت خدیجہ کہتی تھیں: چھوڑیں، لات وعزیٰ کو چھوڑ دیں۔ راوی کہتے ہیں یہ حضرت خدیجہ کے اہل خانہ کے بت تھے وہ ان کی پوجا کر کے سوتے تھے۔ (۴۸)

قبل از بعثت پتھر کا سلام

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں مکہ میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو میری بعثت سے پہلے مجھے سلام کرتا تھا، میں اسے اب بھی پہچانتا ہوں۔ (۴۹)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مکہ میں ایک پتھر ہے جو مجھے بعثت کی راتوں میں سلام کرتا تھا، جب میں اس کے پاس سے گزرتا ہوں اسے پہچان لیتا ہوں۔ (۵۰)

خیر القرون

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اولادِ آدم پر گزرنے والی صدیوں میں سے بہترین صدی (قرن) میں مبعوث کیا گیا ہوں۔(۵۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے بہترین لوگ میرے قرن کے لوگ ہیں پھر جو ان سے متصل قرن (صدی) میں ہوں گے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے یاد نہیں آپ نے آخری جملہ دو مرتبہ ارشاد فرمایا تھا یا تین مرتبہ، پھر ان کے بعد ایسے لوگ آئیں گے جو مٹاپے کو پسند کریں گے اور بغیر طلب کئے گواہی دیں گے۔(۵۲)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین لوگ میرے قرن کے لوگ ہیں پھر جو ان کے متصل بعد ہوں گے پھر جو ان کے متصل بعد ہوں گے، ان کے بعد ایسی قوم آئے گی جو مٹاپے کو پسند کرے گی، وہ طلب کئے بغیر گواہی دیں گے۔(۵۳)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت کا بہترین قرن (صدی، دور) میری بعثت کا قرن ہے، پھر وہ لوگ جو اس کے بعد آئیں گے، بعد میں ایسی قوم ہوگی جو نذر مانیں گے پوری نہیں کریں گے، خیانت کریں گے، امانت دار نہیں ہوں گے، گواہی دیں گے ان سے گواہی دینے کو نہیں کہا جائے گا، ان میں مٹاپا ہوگا۔(۵۴)

بعثت کے وقت عمر مبارک

علاء بن زیاد العدوی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابوحمزہ! (حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عمر کیا تھی؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ چالیس برس کے تھے۔(۵۵)

ربیعہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چالیس برس کی عمر میں مبعوث کئے گئے۔(۵۶)

بعثت کا دن

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پیر کے دن

ہوئی، آپ کی بعثت پیر کے دن ہوئی، پیر ہی کے دن آپ کا وصال ہوا، پیر کے دن آپ مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کے ارادے سے نکلے، پیر کے دن آپ مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے اور پیر ہی کے دن (قبل از بعثت) آپ ﷺ نے حجر اسود کو نصب فرمایا تھا۔ (۵۷)

بعثت کی غرض و غایت

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں قیامت سے پہلے تلوار کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہوں تاکہ اللہ وحدہٗ لاشریک لہ کی عبادت کی جائے، اور اللہ تعالیٰ نے میرا رزق میرے نیزے کے زیرِ سایہ رکھا ہے، میرے پیغام کی مخالفت کرنے والے کے لئے ذلت و خواری ہے اور جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ ان ہی میں شمار ہوگا۔ (۵۸)

انتخابِ خداوندی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بندوں کے قلوب کی طرف نظر فرمائی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کو بندوں میں سے سب سے بہتر پایا، سو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے لئے منتخب فرمالیا اور اپنی رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا، پھر قلب محمد ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ نے بندوں کے قلوب کی طرف نظر فرمائی تو آپ ﷺ کے اصحاب کے قلوب کو سب بندوں کے قلوب سے بہتر پایا، سو اللہ نے انہیں اپنے نبی کے وزرا بنایا جو اس کے دین کے لئے جہاد و قتال کرتے ہیں، جس چیز کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اچھی ہے اور جسے وہ برا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بری ہے۔ (۵۹)

اسود و احمر (کالے گورے) سب کے نبی ﷺ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے پانچ چیزیں عطا فرمائی گئیں، میں گورے کالے سب کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں، میرے لئے زمین کو پاک کرنے والی اور مسجد بنایا گیا ہے، میرے لئے مالِ غنیمت حلال کیا گیا مجھ سے پہلوں پر حلال نہ تھا، ایک ماہ کی مسافت تک میری رعب سے مدد کی گئی ہے اور مجھے شفاعت عطا کی گئی ہے، ہر نبی نے (دنیا ہی میں) شفاعت کا سوال کرلیا اور میں نے اپنی شفاعت چھپا رکھی ہے میں نے شفاعت اپنی امت کے ہر اس شخص کے لئے رکھی ہے جس کی موت اس حال میں آئے کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو۔ (۶۰)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے پانچ ایسی چیزیں عنایت فرمائی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں، میں ہر گورے کالے کی طرف مبعوث فرمایا گیا ہوں، میرے لئے تمام زمین کو پاک کرنے والی اور سجدہ گاہ بنایا گیا ہے، میرے لئے مالِ غنیمت کو حلال کیا گیا ہے جو مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھا، میری رعب سے مدد کی گئی ہے، دشمن پر ایک ماہ کی مسافت سے میرا رعب طاری ہو جاتا ہے، اور مجھے کہا گیا: مانگو، عطا ہوگا۔ میں نے اپنی دعا اپنی امت کی شفاعت کے لئے چھپائی ہے، ان شاء اللہ یہ تم میں سے ہر اس شخص کو ملے گی جس نے اللہ کے ساتھ شرک نہیں کیا۔ (۶۱)

خاتم الانبیاء ﷺ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے تشریف لانے والے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے حسین وجمیل عمارت بنائی لیکن عمارت کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی، لوگ اس عمارت کے اردگرد چکر لگاتے ہیں اسے پسند کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں وہی اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ (۶۲)

حضرت ابوسعید الخدریؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے آنے والی انبیائے کرام (علیہم السلام) کی مثال ایسی ہے جیسے کسی آدمی نے عمارت تعمیر کی اسے مکمل کر دیا لیکن ایک اینٹ کی جگہ خالی رکھی، میں آیا ہوں اور میں نے اس اینٹ کی جگہ کو پورا کر دیا ہے۔ (۶۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نبوت اور رسالت کا سلسلہ منقطع ہو گیا، میرے بعد کوئی رسول آئے گا نہ نبی، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں صحابہ پر یہ بات شاق گزری، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لیکن مبشرات کا سلسلہ چلتا رہے گا، صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا: مرد مسلم کا خواب، یہ اجزائے نبوت کا ایک جز ہے۔ (۶۴)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری اور انبیاء کرام (علیہم السلام) کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے بہت خوب صورت گھر بنایا، اسے مکمل کر دیا مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی رہنے دی، لوگ اس گھر میں جانے لگے، اسے پسند کرنے لگے اور کہنے لگے کاش یہ اینٹ کی جگہ خالی نہ ہوتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس جگہ کی اینٹ میں نے

آ کر سلسلۂ نبوت اختتام کو پہنچا دیا۔ (۶۵)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیائے کرام میں میری مثال اس شخص جیسی ہے جس نے گھر بنایا، اسے خوب صورت اور مکمل بنایا، لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی، وہاں اینٹ نہیں رکھی، لوگ اس عمارت کے گرد چکر لگاتے ہیں، اسے پسند کرتے ہیں اور کہتے ہیں اگر یہ اینٹ کی جگہ مکمل ہو جائے (تو کیا کہنے) سو میں انبیائے کرام (علیہم السلام) میں اس اینٹ کی جگہ ہوں (میری بعثت سے نبوت کی عمارت پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی)۔ (۶۶)

ابتدائے وحی سے پہلے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: میں روشنی دیکھتا ہوں اور آواز سنتا ہوں، مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں مجھے کچھ ہے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے ابن عبداللہ! اللہ تعالیٰ آپ سے ایسا معاملہ نہیں کرے گا، پھر وہ ورقہ بن نوفل کے پاس آئیں اور اسے ماجرا سنایا، ورقہ نے کہا اگر وہ سچے ہیں تو یہ موسیٰ علیہ السلام پر آنے والا ناموس (وحی لانے والا فرشتہ جبریل امین علیہ السلام) ہے، اگر میری حیات میں آپ کی بعثت ہوئی تو میں آپ کی اعانت ونصرت کروں گا اور آپ پر ایمان لاؤں گا۔ (۶۷)

وحی کی ابتدا (پہلی وحی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتدا سچے خوابوں سے ہوئی، آپ جو خواب بھی دیکھتے وہ صبح کی سفیدی کی طرح نمودار ہوتا۔ (۶۸)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (غار حرا سے) خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف لوٹے، آپ کا دل کانپ رہا تھا، آپ نے گھر میں داخل ہو کر فرمایا: مجھے چادر اوڑھا دو، مجھے چادر اوڑھا دو، آپ کو چادر اوڑھا دی گئی، پھر جب آپ کا خوف کم ہوا، آپ نے فرمایا: خدیجہ! مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے، مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ کو خوش خبری ہو، بہ خدا! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں فرمائے گا، آپ سچ بولتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، درماندوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کے مصائب پر مدد کرتے ہیں، (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) پھر خدیجہ مجھے ورقہ بن نوفل بن اسد کے پاس لے گئیں، انہوں نے نصرانی

مذہب اختیار کرلیا تھا، بوڑھے اور نابینا تھے، انجیل کو عربی میں پڑھا کرتے تھے، خدیجہ (رضی اللہ عنہا) نے اس سے کہا: چچا! اپنے بھتیجے کی بات سنو، ورقہ نے کہا: بھتیجے آپ نے کیا دیکھا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دیکھا اس کے بارے میں بتایا تو ورقہ نے آپ سے کہا: یہ وہی ناموس (وحی لانے والا فرشتہ) ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا، اے کاش! میں اس وقت طاقت ور ہوتا، اے کاش! میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا وہ مجھے (مکہ مکرمہ سے) نکال دیں گے، ورقہ نے کہا: ہاں، جو بھی اس جیسی چیز لے کر آیا جو آپ لائے ہیں اس سے دشمنی کی گئی، اگر میں نے وہ دن پالیا تو میں آپ کی بھرپور مدد کروں گا۔(۶۹)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی ابتدا سچے خوابوں سے ہوئی، آپ جو خواب دیکھتے، اس کی تعبیر صبح کی سفیدی کی طرح سامنے آجاتی، پھر آپ کو خلوت گزینی سے محبت ہوگئی، آپ (غار) حرا میں تشریف لے جاتے وہاں کئی راتیں عبادت میں گزارتے، کھانے پینے کا سامان ساتھ لے جاتے، پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس آتے اور کھانے، پینے کا سامان ساتھ لے کر چلے جاتے تا آں کہ غارِ حرا کے اندر آپ کے پاس حق آگیا، غار میں فرشتہ آگیا، اس نے کہا: پڑھیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں پڑھنے والا نہیں ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتے نے مجھے پکڑ کر خوب بھینچا جس سے مجھے تکلیف پہنچی، پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا: پڑھو، میں نے پھر کہا: میں پڑھنے والا نہیں ہوں، اس نے مجھے پھر دوسری مرتبہ پکڑ کر بہت زور سے بھینچا جس سے مجھے تکلیف پہنچی، پھر مجھے چھوڑ کر کہا: پڑھو، میں نے کہا: میں پڑھنے والا نہیں ہوں، اس فرشتے نے تیسری مرتبہ مجھے پکڑ کر خوب بھینچا، پھر مجھے چھوڑ کر کہا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ O خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ O اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ O الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ O عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ O (۷۰)

پڑھیے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ خونِ بستہ سے انسان کو بنایا۔ آپ پڑھیں اور آپ کا رب ہی سب سے زیادہ کریم ہے۔ جس نے قلم سے (لکھنا) سکھایا۔ انسان کو سکھایا جو (وہ) نہ جانتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس اولین وحی کے ساتھ اس حال میں واپس لوٹے کہ آپ کا دل دھک دھک کر رہا تھا، آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا: مجھے چادر اوڑھا دو، مجھے چادر اوڑھا

دو، انہوں نے آپ کو چادر اوڑھادی یہاں تک کہ آپ کا خوف جاتا رہا، پھر آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: مجھے کیا ہوگیا ہے؟ ان کو پوری بات بتائی اور فرمایا: مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: قطعاً نہیں بہ خدا! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوانہیں کرے گا، آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، سچ بولتے ہیں، درماندوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کے مصائب پر مدد کرتے ہیں۔

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کے پاس لے گئیں، ورقہ دورِ جاہلیت میں عیسائی ہوگئے تھے، عربی لکھا کرتے تھے اور حسبِ توفیق الٰہی عربی میں انجیل لکھا کرتے تھے، نابینا اور بہت بوڑھے تھے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے ابن عم! اپنے بھتیجے کی بات سنیں، ورقہ نے کہا: بھتیجے آپ نے کیا دیکھا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دیکھا تھا بیان فرمایا، ورقہ نے کہا: یہ تو وہی ناموس ہے جسے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا گیا، اے کاش! میں اس وقت توانا اور طاقت ور ہوتا، کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا وہ مجھے (یہاں سے) نکال دیں گے، ورقہ نے کہا: ہاں! جب بھی کوئی آدمی ایسا پیغام لایا جیسا تم لائے ہو تو اس سے ضرور دشمنی کی گئی، اگر میں نے آپ کا زمانہ پالیا تو میں آپ کی بھرپور مدد کروں گا، اس کے بعد جلد ہی ورقہ فوت ہوگئے اور وحی کا سلسلہ رک گیا۔ (۷۱)

ورقہ بن نوفل

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ورقہ بن نوفل کے (جنتی یا جہنمی ہونے کے) بارے میں سوال کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب میں اسے سفید کپڑوں میں دیکھا ہے، میرا خیال ہے اگر وہ جہنمیوں میں سے ہوتا تو اس پر سفید کپڑے نہ ہوتے۔ (۷۲)

پہلی وحی، وضو اور نماز کی تعلیم

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبریل (علیہ السلام) نے پہلی وحی میں آپ کو وضو اور نماز کی تعلیم دی، جبریل جب وضو سے فارغ ہوئے تو انہوں نے چلو بھر پانی لے کر اپنی شرم گاہ پر چھڑکا (تاکہ وسوسے کا خاتمہ ہوجائے)۔ (۷۳)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جب جبریل

(علیہ السلام) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے انہوں نے آپ کو وضو کی تعلیم دی، جب وہ وضو سے فارغ ہوئے تو چلّو بھر پانی لے کر اپنی شرم گاہ کی طرف چھڑکا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی وضو کے بعد اسی طرح کیا کرتے تھے۔(۷۴)

نزولِ وحی کی کیفیت

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! کیا آپ کو نزول وحی کا احساس ہوتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، میں آواز کی گونج سنتا ہوں، اس وقت میں خاموش ہو جاتا ہوں، کئی مرتبہ نزولِ وحی کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ میں سمجھتا ہوں میری روح پرواز کر جائے گی۔(۷۵)

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ہوتا تو آپ کے چہرۂ انور پر کرب کے آثار ظاہر ہوتے اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے چہرے کا رنگ بدل جاتا، جب وحی مکمل ہو جاتی، یہ کیفیت ختم ہو جاتی، تو آپ تین مرتبہ فرماتے مجھ سے لے لو۔(۷۶)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ٹھنڈی صبح میں وحی نازل ہوتی تو آپ علیہ الصلاۃ والسلام کی جبینِ مبارک پر پسینہ آجاتا تھا۔(۷۷)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ کے پاس وحی کس طرح آتی ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: کبھی گھنٹی کی گونج دار آواز کی طرح آتی ہے اور یہ مجھ پر بہت سخت ہوتی ہے، پھر وحی منقطع ہو جاتی ہے اور میں اسے محفوظ کر چکا ہوتا ہوں، اور کبھی فرشتہ انسانی صورت میں میرے پاس آتا ہے، وہ جو کچھ کہتا ہے میں اسے محفوظ کر لیتا ہوں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے دیکھا سخت سردی کے دنوں میں نزول وحی کے بعد آپ کی پیشانی سے پسینہ بہہ رہا ہوتا تھا۔(۷۸)

فترتِ وحی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ پہلی وحی کے نزول کے بعد وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا، ہمیں پہنچنے والی خبروں کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے سخت غم گین ہوئے، کئی مرتبہ آپ کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ کر خود کو گرانے کا خیال آیا، لیکن آپ جب بھی اس خیال سے کسی پہاڑ کی چوٹی پر

پہنچتے جبریل (علیہ السلام) آجاتے اور آپ سے کہتے اے محمد! (ﷺ) آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں، اس سے آپ پُرسکون ہوجاتے اور واپس تشریف لے آتے، پھر جب دوبارہ فترت وحی کی وجہ سے آپ ﷺ پر یہ کیفیت طاری ہوتی، پھر حسب سابق جبریل تسلی کو آجاتے تھے۔(۷۹)

حضرت جندب البجلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (فترتِ وحی کے عرصے میں) ایک (مشرکہ) عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: میرے خیال میں تیرے ساتھی نے تیرے پاس آنے میں دیر لگادی ہے، تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَ مَا قَلٰیO (۸۰)

آپ کے رب نے آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ وہ (آپ سے) بےزار ہوا۔(۸۱)

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوگئے، دو یا تین راتیں قیام نہ کرسکے ایک (مشرکہ) عورت نے آکر کہا: اے محمد! (ﷺ) میرا خیال ہے تیرے شیطان نے تجھے دو یا تین راتوں سے چھوڑ دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

وَ الضُّحٰیO وَ الَّیۡلِ اِذَا سَجٰیO مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَ مَا قَلٰیO (۸۲)

قسم ہے روشن دن کی۔ اور رات کی جب وہ چھا جائے۔ نہ تو آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا اور نہ وہ ناراض ہوا۔(۸۳)

وحی کا تسلسل اور آغاز رسالت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فترتِ وحی کے متعلق یہ ارشاد فرماتے سنا کہ میں جارہا تھا کہ میں نے آسمان سے آواز سنی، میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہی فرشتہ جو میرے پاس حرا میں آیا تھا، زمین اور آسمان کے درمیان کرسی پر بیٹھا تھا، رعب کی وجہ سے میں زمین کی طرف جھک گیا، پھر میں واپس پلٹ آیا اور (گھر والوں سے) کہا: مجھے چادر اوڑھادو، مجھے چادر اوڑھادو، انہوں نے مجھے چادر اوڑھادی، تب اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل فرمائیں:

یٰۤاَیُّهَا الۡمُدَّثِّرُO قُمۡ فَاَنۡذِرۡO وَ رَبَّكَ فَكَبِّرۡO وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرۡO وَ الرُّجۡزَ فَاهۡجُرۡO (۸۴)

اے کپڑے میں لپٹنے والے۔ اُٹھیے اور ڈرایئے۔ اور اپنے ربّ کی بڑائی بیان کیجئے۔ اور

اپنے کپڑے پاک رکھئے۔ اور گندگی سے دور رہئے۔

حضرت یحییٰ بن ابی کثیر بیان کرتے ہیں میں نے حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ سب سے پہلے قرآن مجید کی کون سی آیات نازل ہوئیں؟ انہوں نے کہا: یٰـاَیُّھَا الْمُدَّثِرُ میں نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا: یا اِقْـرَاْ (سب سے پہلے نازل ہوئی) ابوسلمہ نے کہا میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تھا کہ سب سے پہلے قرآن مجید کی کون سی آیات نازل ہوئیں؟ انہوں نے فرمایا: یٰـاَیُّھَا الْمُدَّثِرُ میں نے کہا یا اِقْـرَاْ جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں وہی بات بتاتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان فرمائی تھی، آپ نے فرمایا: میں ایک ماہ (غار) حرا میں گوشہ نشین رہا، مدت پوری کرنے کے بعد میں پہاڑ سے نیچے اترا، جب میں وادی کے درمیان پہنچا مجھے آواز دی گئی میں نے اپنے آگے پیچھے، دائیں بائیں دیکھا تو مجھے کوئی نظر نہ آیا، مجھے پھر آواز دی گئی، میں نے پھر دیکھا مجھے کوئی نظر نہ آیا، مجھے پھر آواز دی گئی تو میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ آواز دینے والا فضا میں تخت پر تھا، مجھ پر سخت کپکپی طاری ہوگئی، پھر میں خدیجہ کے پاس آیا اور کہا مجھے چادر اوڑھا دو، انہوں نے مجھے چادر اوڑھا دی اور میرے اوپر پانی ڈالا، اس وقت اللہ عزوجل نے یہ آیات نازل فرمائیں:

یٰـاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُO قُمْ فَاَنْذِرْO وَ رَبَّکَ فَکَبِّرْO وَ ثِیَابَکَ فَطَھِّرْO (۸۵)

یحییٰ بن کثیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ سب سے پہلے کون سا قرآن نازل ہوا، انہوں نے کہا: یٰـاَیُّھَا الْـمُدَّثِرُ میں نے کہا: مجھے تو یہ بتایا گیا ہے کہ سب سے پہلے اِقْـرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ سورت نازل ہوئی، (ابوسلمہ نے کہا میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے یہی کہا تو) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آپ کو وہی بتا رہا ہوں جو ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ آپ نے فرمایا: میں نے حرا میں خلوت نشینی اختیار کی، میں خلوت نشینی مکمل کرنے کے بعد نیچے اترا، جب میں وادی کے درمیان میں پہنچا مجھے آواز دی گئی میں نے اپنے آگے، پیچھے، دائیں اور بائیں دیکھا مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی، مجھے پھر آواز دی گئی میں نے پھر آگے پیچھے، دائیں اور بائیں دیکھا مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی، پھر میں نے اوپر دیکھا تو وہ (آواز دینے والا فرشتہ جبریل علیہ السلام) آسمان اور زمین کے درمیان تخت پر بیٹھا تھا، میں اس سے خوف زدہ ہوگیا، میں خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے گھر میں آیا اور کہا مجھے چادر اوڑھا دو، اور میرا اوپر ٹھنڈا پانی ڈال دو، اس وقت مجھ پر یہ آیات نازل ہوئیں:

یٰـاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُO قُمْ فَاَنْذِرْO وَ رَبَّکَ فَکَبِّرْO (۸۶)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: پھر (پہلی وحی کے نزول کے بعد) مجھ پر وحی کا نزول منقطع ہوگیا، اسی دوران میں جارہا تھا میں نے آسمان سے آواز سنی، میں نے اوپر دیکھا تو وہی فرشتہ جو میرے پاس حرا میں آیا تھا، آسمان اور زمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا تھا، میں خوف کی وجہ سے زمین کی طرف جھک گیا، پھر میں نے اپنے گھر والوں کے پاس آکر کہا کہ مجھے چادر اوڑھا دو، مجھے چادر اوڑھا دو، مجھے چادر اوڑھا دو، تو انہوں نے مجھے چادر اوڑھا دی، اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ O قُمْ فَاَنْذِرْ O وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ O وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ O وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ O (۸۷)

ان آیات کے نزول کے بعد وحی تسلسل سے نازل ہونے لگی۔ (۸۸)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ پہلی مرتبہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی آمد بند ہوگئی، اور آپ کو خلوت گزینی سے محبت ہوگئی، آپ غارِ حرا میں تنہائی اختیار کر لیتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں حرا سے آرہا تھا میں نے اوپر سے آہٹ سنی، میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو میرے سر کے اوپر وہی فرشتہ کرسی پر بیٹھا تھا جو میرے پاس حرا میں آیا تھا، میں اسے دیکھ کر خوف سے زمین پر جھک گیا، خوف کم ہوا تو میں جلدی سے اپنے گھر والوں کے پاس آیا اور کہا: مجھے چادر اوڑھاؤ، مجھے چادر اوڑھاؤ، تب میرے پاس جبریل آئے اور کہا:

یٰٓاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ O قُمْ فَاَنْذِرْ O وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ O وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ O وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ O (۸۹)

بعثت نبوی کی خبریں

بدری صحابی حضرت سلمہ بن سلامہ بن وقش رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ بنو عبدالاشہل میں ہمارا ایک یہودی پڑوسی تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تھوڑا پہلے کی بات ہے وہ بنو عبدالاشہل کی مجلس میں آیا، میں اس مجلس میں سب سے کم عمر تھا اور گھر کے صحن میں چادر اوڑھے لیٹا تھا، اس نے مرنے کے بعد زندہ ہونے، قیامت، حساب، میزان، جنت اور جہنم کا تذکرہ کیا، یہ لوگ بتوں کے پجاری تھے، موت کے بعد پھر زندہ ہونے کو نہیں مانتے تھے، انہوں نے کہا: اے فلاں تم پر افسوس ہے، تمہارا خیال ہے ایسا ہوگا لوگ مرنے

کے بعد زندہ ہو کر ایسی جگہ جائیں گے جہاں جنت اور جہنم ہوں گے اور ان کو وہاں ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا؟ اس نے کہا: ہاں، وہاں کی آگ اس قدر سخت ہوگی کہ آدمی تمنا کرے گا کہ وہ اس آگ کے بدلے دنیا کے سب سے بڑے تنور میں ڈالا جاتا اور اسے اوپر سے بند کر دیا جاتا تاکہ کل اس آگ سے بچ جاتا۔ لوگوں نے کہا: تجھ پر افسوس ہے اس کی کیا نشانی ہے؟ (کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوں گے اور قیامت، حساب وغیرہ ہوگا) اس نے مکہ اور یمن کی طرف اشارہ کر کے کہا ان علاقوں سے ایک نبی مبعوث ہوگا، لوگوں نے کہا: تمہارے خیال میں ایسا کب ہوگا؟ اس نے میری طرف دیکھا میں سب سے کم سن تھا اور کہا اگر اس لڑکے کی عمر نے وفا کی تو یہ اسے پالے گا، حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زیادہ عرصہ نہ گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے اس یہودی کی زندگی میں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما دیا، ہم آپ ﷺ پر ایمان لائے اور وہ بغض وحسد کی وجہ آپ کا منکر رہا، ہم نے کہا: اے فلاں! تجھ پر افسوس ہے کیا تو وہ نہیں جس نے آپ کے متعلق ایسی ایسی بات کہی تھی؟ اس نے کہا: ہاں، لیکن یہ وہ شخص نہیں ہیں۔ (۹۰)

حضرت ابن عبس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے گھر والوں کی گائے کو ہانک رہا تھا کہ میں نے اس کے پیٹ سے یہ آواز سنی: اے آل ذریح! فصیح زبان میں ایک شخص بلند آواز سے کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ راوی کہتے ہیں ہم مکہ مکرمہ میں آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو چکے تھے۔ (۹۱)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ہمارے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی پہلی خبر ایک عورت کے ذریعے پہنچی، ایک جن اس کے تابع تھا وہ ایک پرندے کی صورت میں آیا اور ان کے کھجور کے درخت کے تنے پر بیٹھ گیا، اس عورت نے کہا: تم نیچے نہیں اترو گے کہ ہم تمہیں اپنی اور تم ہمیں اپنی خبریں سناؤ، اس نے کہا: مکہ میں ایک صاحب آئے ہیں جنہوں نے ہم پر زنا کو حرام کر دیا ہے اور فرار سے منع کر دیا ہے۔ (۹۲)

پہلا مسلمان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ لوگوں میں سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ (۹۳)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد) سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ (۹۴)

پہلا نمازی

حضرت حبہ العرنی کہتے ہیں میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ میں پہلا مرد ہوں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔(۹۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، اور ایک روایت میں ہے اسلام قبول کیا۔(۹۶)

عمرو بن مرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوحمزہ سے سنا کہ انہوں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی کہ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔عمرو بن مرہ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم (نخعی) سے یہ حدیث بیان تو انہوں نے اس کا انکار کیا اور کہا کہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے۔(۹۷)

حضرت عفیف کندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں تاجر تھا میں حج کرنے آیا تو عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے پاس سامانِ تجارت لینے آیا، حضرت عباس تاجر تھے، بہ خدا میں ان کے پاس منیٰ میں تھا کہ قریب کے خیمے میں ایک صاحب باہر آئے، نظر اٹھا کر سورج کو دیکھا، سورج کا زوال دیکھ کر نماز پڑھنے لگے، اُسی خیمے سے ایک خاتون باہر آئیں وہ ان کے پیچھے کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگیں، پھر اسی خیمے سے قریب البلوغ لڑکا نکلا وہ بھی ان کے ساتھ نماز پڑھنے لگا، میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ عباس! یہ صاحب کون ہیں؟ کہا یہ میرا بھتیجا محمد (ﷺ) بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہے، میں نے پوچھا: یہ خاتون کون ہے؟ کہا یہ ان کی بیوی خدیجہ بنت خویلد (رضی اللہ عنہا) ہے، میں نے پوچھا: یہ لڑکا کون ہے؟ کہا یہ اس کا چچازاد علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) ہے، میں نے کہا: یہ کیا کر رہے ہیں؟ کہا یہ نماز پڑھ رہے ہیں، ان کا خیال ہے کہ وہ نبی ہیں، ان کی اس بات کو صرف ان کی بیوی اور اس کے چچازاد نوجوان نے تسلیم کیا ہے، ان کا کہنا ہے کہ عن قریب ان کے لئے کسریٰ اور قیصر کے خزانے مفتوح ہوں گے۔حدیث کے راوی حضرت عفیف رضی اللہ عنہ کے پوتے بیان کرتے ہیں کہ ان کے دادا عفیف رضی اللہ عنہ بعد میں بہت اچھے مسلمان ہو گئے تھے وہ کہا کرتے تھے اگر اللہ تعالیٰ مجھے اس روز اسلام عطا فرما دیتا تو میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تیسرا مسلمان ہوتا۔(۹۸)

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ میں نے تبلیغ دین کا حکم نازل ہونے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکن (اسود) کی طرف نماز پڑھتے دیکھا، آپ آیت کریمہ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ پڑھ رہے تھے اور مشرکین توجہ سے سن رہے تھے۔(۹۹)

نماز اور مشرکین مکہ کی بدزبانی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ نماز پڑھتے تو قرآن مجید کی بلند آواز سے تلاوت کرتے، مشرک جب آپ کی قرأت سنتے قرآن مجید کو، اس کے نازل کرنے والے کو اور قرآن لے کر آنے والے کو گالیاں بکتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام سے فرمایا: **لا تجهر بصلاتك** اپنی قرأت میں آواز بلند نہ کریں تا کہ مشرکین قرآن کو گالیاں نہ دیں اور نہ آواز اتنی کم رکھیں کہ آپ کے صحابہ قرآن سن کر اسے یاد نہ کر سکیں۔

وَ ابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا (۱۰۰)

ان دونوں کے درمیان اوسط درجے سے تلاوت کریں۔

دورانِ نماز ایذا دینے والوں کا انجام

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں تھے اور آپ کے اردگرد قریش کے لوگ موجود تھے، اتنے میں عقبہ بن ابی معیط اونٹ کی اوجھڑی لایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر ڈال دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہ دستور سجدہ ہی میں رہے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور آپ کی پشت سے اوجھڑی ہٹائی اور جس نے ایسا کیا تھا اسے بددعا دی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خلاف دعا کی: اے اللہ! قریش کے سرداروں ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط، امیہ بن خلف یا ابی بن خلف (حدیث کے راوی شعبہ کو شک ہے) کی گرفت فرما۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں غزوۂ بدر میں مقتول دیکھا، ان کی لاشوں کو کنوئیں میں ڈال دیا گیا سوائے امیہ یا ابی کے کہ اس کے جوڑ الگ الگ ہو گئے تھے، اسے کنوئیں میں نہیں ڈالا گیا تھا۔(۱۰۱)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبے میں آئے اور

آپ نے قریش کے سات سرغنوں جن میں ابوجہل، امیہ بن خلف، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ اور عقبہ بن ابی معیط شامل تھے کے خلاف دعا کی، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اللہ کی قسم! میں نے بدر کے دن ان سب کو مقتول دیکھا، گرمی کا دن تھا، سورج نے ان کی لاشیں بگاڑ دی تھیں۔ (۱۰۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے صرف ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے خلاف دعا کرتے دیکھا ہے، آپ نماز ادا کر رہے تھے، قریش کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی قریب ہی اونٹ کی اوجھڑی پڑی تھی، انہوں نے کہا: اس اوجھڑی کو آپ کی پشت پر کون ڈالے گا؟ عقبہ بن ابی معیط نے کہا: میں، اس نے اوجھڑی اٹھا کر آپ ﷺ کی پشت مبارک پر ڈال دی، آپ برابر سجدے میں رہے، یہاں تک حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور انہوں نے اوجھڑی آپ کی پشت مبارک سے ہٹا دی، رسول اللہ ﷺ نے کہا: یا اللہ! قریش کے سرداروں کی گرفت فرما، یا اللہ! عتبہ بن ربیعہ کی گرفت فرما، یا اللہ! شیبہ بن ربیعہ کی گرفت فرمایا، یا اللہ! ابوجہل بن ہشام کی گرفت فرما، یا اللہ! عقبہ بن ابی معیط کی گرفت فرما، یا اللہ! ابی بن خلف کی گرفت فرما، یا امیہ بن خلف کی گرفت فرما (راوی شعبہ کو شک ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کس کا نام لیا تھا) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے ان سب کو بدر کے دن مقتول دیکھا پھر ان کو گھسیٹ کر کنوئیں میں ڈال دیا گیا، سوائے ابی یا امیہ کے، کیوں کہ وہ موٹا آدمی تھا (لاش پھولنے کی وجہ سے) اس کے جوڑ الگ الگ ہو گئے تھے۔ (۱۰۳)

ابوجہل کی بدتمیزی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے، ابوجہل آپ کے پاس آیا اور آپ کو نماز پڑھنے سے منع کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل کو ڈانٹ دیا، ابوجہل بولا: تم مجھے ڈانٹ رہے ہو، بہ خدا تم جانتے ہو میرے بلاوے پر اس وادی میں سب سے زیادہ مددگار جمع ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

اَرَءَيْتَ الَّذِیْ يَنْهٰی O عَبْدًا اِذَا صَلّٰی O اَرَءَيْتَ اِنْ كَانَ عَلَی الْهُدٰٓی O اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی O اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰی O (۱۰۴)

کیا تو نے اس کو دیکھا جو منع کرتا ہے۔ ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے، بھلا دیکھو تو! اگر وہ ہدایت پر ہوتا، یا پرہیزگاری کا حکم کرتا، بھلا دیکھو تو! اگر اس نے جھٹلایا اور منہ موڑا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر وہ اپنے حامیوں کو بلاتا اسے عذاب کے فرشتے پکڑ لیتے۔(۱۰۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا اگر میں نے کعبے کے پاس محمد (ﷺ) کو نماز پڑھتے دیکھا تو میں ان کی گردن کچل دوں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا: اگر اس نے ایسا کیا تو فرشتے اس کو کھلم کھلا پکڑ لیں گے۔(۱۰۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ابو جہل نے لوگوں سے کہا کہ کیا محمد (ﷺ) تمہارے سامنے سجدہ کرتے ہیں (نماز پڑھتے ہیں) انہوں نے کہا: ہاں، کہنے لگا مجھے لات وعزیٰ کی قسم اگر میں نے اسے ایسا کرتے دیکھ لیا تو اس کی گردن پر پاؤں رکھ دوں گا یا اس کا چہرہ خاک آلود کر دوں گا۔ راوی کہتے ہیں ابوجہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حالتِ نماز میں دیکھ کر آپ کی گردن پر پاؤں رکھنے کے ارادے سے آگے بڑھا، اچانک وہ الٹے قدم پیچھے ہٹا اور ہاتھ آگے کر کے کسی چیز سے بچنے کی کوشش کرنے لگا، لوگوں نے اسے کہا تجھے کیا ہوا؟ کہنے لگا میرے اور اس کے درمیان آگ کی خندق تھی اور (فرشتوں کے) پر تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ میرے قریب آتا فرشتے اس کا جوڑ جوڑ الگ کر دیتے۔اور یہ آیات نازل ہوئیں:

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی O عَبْدًا اِذَا صَلّٰی O اَرَءَیْتَ اِنْ کَانَ عَلَی الْهُدٰٓی O اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰی O اَرَءَیْتَ اِنْ کَذَّبَ وَ تَوَلّٰی O اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی O کَلَّا لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ لا لَنَسْفَعًا م بِالنَّاصِیَةِ O نَاصِیَةٍ کَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ O فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ O سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ O کَلَّا ط لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَ اقْتَرِبْ O (۱۰۷)

کیا تو نے اس کو دیکھا جو منع کرتا ہے، ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے، بھلا دیکھو تو! اگر وہ ہدایت پر ہوتا، یا پرہیزگاری کا حکم کرتا، بھلا دیکھو تو! اگر اس نے جھٹلایا اور منہ موڑا، کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے، خبردار! اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے، ایسی پیشانی جو جھوٹی خطا کار ہے، سو یہ اپنی مجلس والوں کو بلالے، ہم بھی دوزخ کے فرشتے بلاتے ہیں، خبردار! آپ اس کا کہنا نہ مانئے اور سجدہ کیجئے قریب ہو جائیے۔

دورانِ نماز گلا گھونٹنے کی کوشش

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے کہا: مجھے مشرکین مکہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سخت کارروائی کے متعلق بتائیں، انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کے پاس نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اس نے نبی اکرم صلی الہ علیہ وسلم کے شانے کو پکڑا، اپنا کپڑا نبی کریم ﷺ کے گلے میں ڈالا اور آپ کا گلا گھونٹنے لگا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے انہوں عقبہ کا کندھا پکڑا اسے پیچھے دھکیلا اور فرمایا:

اَتَقۡتُلُوۡنَ رَجُلًا اَنۡ یَّقُوۡلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَ قَدۡ جَآءَ کُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ مِنۡ رَّبِّکُمۡ (۱۰۸)

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہی بیان کرتے ہیں میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے کہا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قریش کی عداوت کا زیادہ سے زیادہ مظاہرہ کب دیکھا، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن میں گیا قریش کے سردار حطیم میں جمع تھے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر چھیڑا اور کہا ہم نے اس شخص کی باتوں پر اتنا صبر کیا کہ ایسا صبر ہم نے کبھی نہیں کیا، اس نے ہمارے عقل مندوں کو بے وقوف بتایا، ہمارے بزرگوں کو گالیاں دیں، ہمارے دین میں عیب نکالے، ہماری جماعت کو منتشر کر دیا اور ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہا، ہم نے اس کی بڑی باتوں پر صبر کیا، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ اسی طرح باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور چلتے ہوئے حجر اسود کو بوسہ دیا اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے ان کے پاس سے گزرے، انہوں نے آپ کو دیکھ کر طنز کے طور پر آپ کو کچھ باتیں کہیں، میں نے اس کا اثر آپ کے رخِ انور پر محسوس کیا، پھر آپ چلے گئے جب آپ دوسری مرتبہ ان کے پاس سے گزرے انہوں نے اسی طرح طعنہ زنی کی، میں نے اس کا اثر آپ کے چہرہ مبارک پر محسوس کیا، اور آپ آگے بڑھ گئے، جب آپ تیسری مرتبہ ان کے پاس سے گزرے انہوں نے حسب سابق طعنہ زنی کی تو آپ نے فرمایا: اے گروہ قریش! سنو قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے میں تمہارے پاس ایک پاک صاف چیز لایا ہوں، آپ کے ان الفاظ نے ان لوگوں کو اپنے قابو میں لے لیا یہاں تک کہ ہر ایک کی یہ حالت تھی کہ گویا اس کے سر پر کوئی پرندہ بیٹھا ہے، ان کے وہ افراد جو قبل ازیں آپ کے بارے میں سخت ترین باتیں کرتے تھے وہ بھی اپنے بہترین الفاظ میں آپ دل جوئی کرنے

لگے، اور بولے ابوالقاسم! آپ جایئے بخدا آپ نے کبھی نادانی کی باتیں نہیں کیں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ گئے، دوسرے دن پھر یہ لوگ حطیم میں جمع ہوئے میں بھی ان کے ساتھ تھا، ان میں سے بعض نے بعض سے کہا: تمہیں یاد ہے کہ تم نے ان سے کیا کہا تھا اور اس نے تمہیں کیا پیغام دیا تھا، جب انہوں نے تمہاری ناپسندیدہ باتیں کہیں تو تم نے انہیں چھوڑ دیا، وہ انہیں باتوں میں مصروف تھے کہ اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے وہ سب ایک دم آپ پر حملہ آور ہوئے اور یہ کہتے ہوئے آپ کا گھیراؤ کر لیا کہ تو وہی ہے جو ایسی ایسی باتیں کرتا ہے، اپنے معبودوں اور دین کے متعلق وہ عیب دہرانے لگے جو آپ بیان فرمایا کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: ہاں میں وہی ہوں جو ایسی باتیں کہا کرتا ہوں۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا اس نے آپ کی چادر کے ملنے والے دونوں پلّو پکڑ لئے (آپ ﷺ کا گلا دبانے لگا) اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کی مدافعت کے لئے اٹھے وہ روتے جاتے اور کہتے جاتے تھے: ''کیا تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے''۔ پھر وہ لوگ آپ کو چھوڑ کر پیچھے ہٹ گئے، یہ وہ بدترین سلوک تھا جو میں نے قریش کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف دیکھا۔ (۱۰۹)

جبریل امین تسلی دینے کو آتے ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز جبریل (علیہ السلام) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ مغموم اور اداس بیٹھے تھے، اہل مکہ میں سے بعض لوگوں نے آپ کو زدوکوب کیا تھا، آپ کے جسم اطہر پر خون لگا ہوا تھا، جبریل نے پوچھا: آپ کو کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا: لوگوں نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: کیا آپ (اپنے سچے ہونے کی) نشانی دیکھنا پسند کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ہاں، جبریل نے وادی کے پیچھے ایک درخت کو دیکھ کر کہا اس درخت کو بلائیں، آپ نے درخت کو بلایا وہ چلتا ہوا آپ کے سامنے آ کھڑا ہوا، جبریل نے کہا: آپ اسے واپس چلے جانے کا حکم فرمائیں، آپ ﷺ نے درخت کو واپس چلے جانے کا حکم فرمایا تو وہ اپنی جگہ پر واپس چلا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے یہ کافی ہے''۔ (۱۱۰)

قتل کی پہلی سازش

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں قریش کے سردار حطیم میں جمع ہوئے اور باہم لات، عزیٰ، منات، نائلہ اور اساف کے نام پر عہد کیا کہ اگر ہم نے محمد (ﷺ) کو دیکھ لیا تو شخص واحد کی طرح سب اٹھیں گے اور اسے قتل کر کے چھوڑیں گے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس روتی ہوئی آئیں، اور آپ کو بتایا کہ قریش نے آپ کے خلاف عہد و پیمان کیا ہے کہ اگر وہ آپ کو دیکھیں گے تو آپ کو قتل کر دیں گے اور سب مل کر اپنے حصے کا خون بہا ادا کر دیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹی مجھے وضو کا پانی دو، آپ نے وضو کیا پھر مسجد حرام میں تشریف لائے، جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو کہا لو وہ آ گئے ہیں، ان کی آنکھیں جھک گئیں، ٹھوڑیاں سینوں پر لگ گئیں اور اپنی مجلس سے ہل بھی نہ سکے، کسی نے آپ ﷺ کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا نہ کوئی اپنی جگہ سے کھڑا ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قریب آ کر کھڑے ہوئے، مٹھی بھر مٹی لی، فرمایا: چہرے بگڑ گئے اور ان پر مٹی مار دی۔ راوی کہتے ہیں ان میں سے جس جس پر وہ مٹی پڑی وہ غزوۂ بدر کے دن حالتِ کفر میں قتل ہوا۔ (۱۱۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں قریش کے بعض سردار حطیم میں جمع ہوئے انہوں نے لات، عزیٰ اور منات کے نام پر باہم عہد و پیمان کیا کہ اگر ہم نے محمد (ﷺ) کو دیکھا تو ہم شخص واحد کی طرح کھڑے ہو کر اس کو قتل کر کے چھوڑیں گے۔ راوی کہتے ہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا روتی ہوئی گئیں اور اپنے والد ماجد سے کہا: آپ کی قوم کے ان سرداروں نے حطیم میں باہم عہد و پیمان کیا ہے کہ اگر وہ آپ کو دیکھ لیں گے تو آپ کو قتل کر دیں گے اور اپنے اپنے حصے کا خون بہا دے دیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے وضو کے لئے پانی دو، آپ نے وضو کیا اور مسجد میں ان لوگوں کے پاس تشریف لائے، جب انہوں نے آپ کو دیکھا تو بولے وہ یہ ہیں، ان کی نگاہیں جھک گئیں، وہ اپنی اپنی جگہ سے ہل نہ سکے، آپ کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا نہ ان میں سے کوئی اپنی جگہ سے اٹھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس جا کر کھڑے ہوئے، مٹھی میں مٹی لی اور ان پر مار دی اور فرمایا: ''چہرے بگڑ گئے''۔ راوی کہتے ہیں ان میں سے جس کو وہ مٹی لگی وہ بدر کے دن حالتِ کفر میں قتل ہوا۔ (۱۱۲)

مکہ مکرمہ میں نماز کا قبلہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں بیت

المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے، کعبہ آپ کے سامنے ہوتا تھا (رکن یمانی اور رکن اسود کے درمیان نماز ادا کرتے تھے) مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کے سولہ ماہ بعد قبلہ کعبہ کی سمت بدلا۔ (۱۱۳)

انگلی کے اشارے سے جادو

حضرت خفاء بن ایماء الغفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشہد میں شہادت کی انگلی اوپر اٹھاتے، مشرک کہتے کہ محمد (ﷺ) اس انگلی سے جادو کرتے ہیں اور وہ آپ کی تکذیب کرتے، حال آں کہ رسول اللہ ﷺ انگلی اٹھانے سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا ارادہ فرماتے تھے۔ (۱۱۴)

کوہِ صفا کی تبلیغ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن کوہِ صفا پر چڑھے اور کہا: یا صباحاہ، یا صباحاہ (ہائے صبح کی آفت، ہائے صبح کی آفت، عرب میں یہ صدا وہ شخص لگاتا تھا جو صبح کے جُھٹ پٹے کسی دشمن کو اپنے قبیلے پر حملہ آور ہونے کے لئے آتے ہوئے دیکھتا تھا) قریش جمع ہو گئے، آپ سے پوچھا: کیا معاملہ ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ بتاؤ اگر میں تم سے یہ کہوں کہ دشمن تم پر صبح یا شام کو حملہ آور ہونے والا ہے تو کیا تم میری بات کی تصدیق کرو گے، انہوں نے کہا: ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) فرمایا: میں تمہیں سخت عذاب سے پہلے ڈرانے والا ہوں (**انی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید**) ابولہب نے کہا: تیرا ستیاناس ہو کیا تو نے ہمیں اسی لئے جمع کیا تھا؟ تب اللہ تعالیٰ نے سورۃ اللھب نازل فرمائی:

تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ O مَآ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَ O سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ O وَّ امْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ O فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ O (۱۱۵)

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ ہلاک ہو گیا، نہ اس کا مال اس کے کام آیا اور نہ اس کی کمائی، وہ عنقریب شعلے والی آگ میں داخل ہو گا، اور اس کی بیوی (بھی) جو لکڑیاں اٹھا کر لانے والی ہے (یعنی فیل خور ہے)، اس کی گردن میں بٹی ہوئی رسی ہو گی۔ (۱۱۶)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب آیت کریمہ:

و انذر عشیرتک الاقربین O

اور اپنے قرابت داروں کو ڈرائیے۔

نازل ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوہ صفا پر چڑھے اور پکارا: ''یا صباحاہ'' لوگ آپ کے پاس

جمع ہوئے جوخود نہ آسکا اس نے اپنی طرف سے کسی اور کو بھیج دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنوعبدالمطلب! اے بنوفہر! اے بنولوئ! یہ بتاؤ اگر میں تمہیں یہ خبر دوں کہ اس پہاڑ کے دامن میں ایک گھڑ سوار دستہ تم پر حملہ آور ہونے والا ہے تو کیا تم میری بات مان لوگے؟ انہوں نے کہا: ہاں، آپ نے فرمایا: میں سخت عذاب سے پہلے تمہیں ڈرانے والا ہوں، تو ابولہب نے کہا: تیرے لئے پورا دن ہلاکت ہو کیا تو نے ہمیں اسی لئے بلایا تھا، تب اللہ تعالیٰ نے ''تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ'' نازل فرمائی۔(۱۱۷)

حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت کریمہ:

وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ O (۱۱۸)

اور اپنے قرابت داروں کو ڈرائیے۔

نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے پہاڑ کی بڑی چٹان پر چڑھ کر آواز دی: اے آل عبدمناف! میں خبردار کرنے والا ہوں، میری اور تمہاری مثال اس شخص جیسی ہے جس نے دشمن کو دیکھا اور وہ اپنے گھر والوں کو خبر دینے کے لئے ''یا صباحاہ'' پکارتا ہوا چلا کہ کہیں دشمن اس کے پہنچنے سے پہلے نہ پہنچ جائے۔(۱۱۹)

جناب ابوطالب کو اسلام کی دعوت

حضرت حبہ العرنی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منبر پر ہنستے ہوئے دیکھا، میں نے آپ کو اس سے پہلے کبھی اس قدر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا تھا یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں، پھر خود بتایا کہ مجھے (اپنے والد) ابوطالب کی بات یاد آگئی، میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطن نخلہ میں نماز پڑھ رہے تھے، اتنے میں ابوطالب آگئے اور کہا: بھتیجے! آپ دونوں کیا کررہے تھے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب کو اسلام کی دعوت دی، انہوں نے کہا: تم جو کچھ کررہے ہو اس میں کوئی حرج نہیں یا جو کچھ کہہ رہے ہو اس میں بھی کوئی حرج نہیں، لیکن اللہ کی قسم میں کبھی (سجدہ کرکے) اپنی سرین اونچی نہیں کروں گا، حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے والد کے اس جملے کو یاد کرکے ہنسے تھے۔(۱۲۰)

بنوعبدالمطلب کو تبلیغ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے دادا) جناب عبد المطلب کی اولاد کو دعوت دی، ان میں خاصے خوش خوراک لوگ موجود تھے، آپ نے ان کے لئے ایک مد (تقریباً آٹھ سو گرام) کھانا تیار کیا، سب نے سیر ہوکر کھایا اور کھانا اسی طرح باقی رہا جیسے کسی نے اسے چھوا

ہی نہ ہو، پھر آپ نے مشروب کا پیالہ منگوایا، سب نے سیر ہو کر پیا اور مشروب اسی طرح باقی رہا جیسے پیالے کو کسی نے چھوا تک نہ ہو، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے بنوعبد المطلب! میں تمہاری طرف خاص طور پر اور دیگر لوگوں کی طرف عام طور پر مبعوث ہوا ہوں، تم نے ابھی کھانے پینے میں (میرے صدق کی) نشانی دیکھی ہے، تم میں سے کون اس بات پر میری بیعت کرے گا کہ وہ (اس معاملے میں) میرا بھائی اور ساتھی بنے، حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ان میں سے کوئی بھی نہیں اٹھا، میں سب سے چھوٹا تھا میں آپ کی طرف بڑھا، آپ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ، آپ نے ان سے تین مرتبہ یہی ارشاد فرمایا، ہر مرتبہ میں ہی کھڑا ہوتا رہا اور آپ مجھے بیٹھنے کا فرماتے رہے، یہاں تک کہ تیسری مرتبہ میں آپ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا (مجھے بیعت فرمالیا)۔(۱۲۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب آیت کریمہ: وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ O (۱۲۲) نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے فاطمہ بنت محمد (ﷺ)! اے صفیہ بنت عبد المطلب! اے بنوعبد المطلب! میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے کسی شئے کا مالک نہیں ہوں، میرے مال میں سے جو چاہو مجھ سے مانگ لو۔(۱۲۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بنوعبد المطلب! (اسلام قبول کر کے) اللہ تعالیٰ سے اپنی جانوں کو خرید لو، اے زبیر کی والدہ رسول اللہ کی پھوپھی! اے فاطمہ بنت محمد (ﷺ)! اللہ تعالیٰ سے اپنی جانوں کو خرید لو، میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، مجھ سے جو چاہو مانگ لو، اے بنوعبد مناف! اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ سے خرید لو۔(۱۲۴)

قریش کے تمام بطون کو تبلیغ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب آیت کریمہ: وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ O (۱۲۵) نازل ہوئی، آپ ﷺ قریش کے تمام بطون کا نام لے لے کر بلاتے اور فرماتے: اے بنوفلاں! اپنی جانوں کو (اسلام قبول کر کے) جہنم کی آگ سے بچاؤ، یہاں تک کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے فاطمہ بنت محمد (ﷺ)! اپنی جان کو آگ سے بچا، میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا مالک نہیں، سوائے اس کے کہ میں اپنے رشتے کے سبب تمہیں (رحمت وشفقت کی) تری مہیا کروں گا۔(۱۲۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنوعبد

المطلب! اے بنو ہاشم! اللہ عز وجل سے اپنی جانوں کو (اسلام کے عوض) خرید لو، میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، اے زبیر کی ماں نبی (ﷺ) کی پھوپھی! اے فاطمہ بنت محمد (ﷺ)! اللہ تعالیٰ سے اپنی جانوں کو خرید لو، میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، میرے مال میں سے جو چاہو مجھ سے مانگ لو۔ (۱۲۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب آیت کریمہ:

وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ O (۱۲۸)

نازل ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا: اے بنو کعب بن لوی! اے بنو ہاشم! اپنی جانوں کو عذاب سے بچاؤ، اے بنو عبد مناف! اپنی جانوں کو عذاب سے بچاؤ! اے فاطمہ بنت محمد (ﷺ) اپنی جان کو عذاب سے بچا، کیوں کہ میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں سوائے اس کے کہ میں رشتے کی وجہ سے تمہیں اس کی تری مہیا کروں۔ (۱۲۹)

قریش مکہ کا مطالبہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قریش نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ اپنے رب سے دعا مانگیں وہ ہمارے لئے کوہِ صفا کو سونے کا بنا دے تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے، آپ نے فرمایا: تم ایسا کرو گے؟ وہ بولے: ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی تو جبریل (علیہ السلام) نے آ کر کہا: آپ کا رب آپ پر سلام بھیجتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے: اگر آپ چاہیں تو میں ان کے لئے کوہِ صفا کو سونے کا بنا دوں لیکن اس کے بعد ان میں سے جو بھی کفر کرے گا اسے ایسا عذاب دوں گا کہ اس جیسا عذاب جہان والوں میں سے کسی اور کو نہیں دوں گا، اور اگر آپ چاہیں تو ان کے لئے توبہ اور رحمت کا دروازہ کھول دوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بلکہ توبہ اور رحمت کا دروازہ کھول دیں۔ (۱۳۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قریش نے نبی اکرم ﷺ سے کہا: آپ اپنے رب سے دعا کریں وہ ہمارے لئے کوہِ صفا کو سونے کا بنا دے، اگر یہ سونے کا ہو جائے تو ہم آپ کی اتباع کر لیں گے اور جان لیں گے کہ آپ نے جو کچھ کہا ہے درست کہا ہے، آپ نے اپنے رب عز وجل سے دعا کی، جبریل (علیہ السلام) آپ کے پاس آئے اور کہا: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) اگر آپ چاہیں میں ان کے لئے کوہِ صفا کو سونا بنا دوں، اس کے بعد ان میں سے اگر کسی نے کفر کیا اسے ایسا عذاب دوں گا کہ اس جیسا عذاب

عالمین میں سے کسی اور کو نہیں دوں گا، اور اگر آپ چاہیں تو ہم ان کے لئے توبہ کے دروازے کھول دیں، نبی کریم ﷺ نے کہا: اے پروردگار انہیں بلکہ تو ان لوگوں کے لئے توبہ کے دروازے کھول دے۔ (۱۳۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اہل مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ ان کے لئے کوہِ صفا کو سونے کا بنا دیا جائے، اور یہاں کے پہاڑوں کو پیچھے ہٹا دیا جائے، تا کہ وہ کھیتی باڑی کر سکیں، آپ ﷺ سے فرمایا گیا اگر آپ چاہیں تو ہم انہیں آپ سے مانوس کر دیں اور اگر آپ چاہیں تو ہم ان کو وہ عطا کر دیں جس کا انہوں نے سوال کیا ہے، پھر اگر انہوں نے کفر کیا تو انہیں بھی گزشتہ لوگوں کی طرح ہلاک کر دیا جائے گا، آپ نے جواب دیا: نہیں بلکہ انہیں مجھ سے مانوس فرما دے، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَ مَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰیٰتِ اِلَّآ اَنْ کَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَ اٰتَیْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَ مَا نُرْسِلُ بِالْاٰیٰتِ اِلَّا تَخْوِیْفًا۝ (۱۳۲)

اور ہم نے معجزے بھیجنا اس لئے موقوف کر دیا کہ پہلے لوگ ان کی تکذیب کر چکے ہیں اور ہم نے ثمود کو اونٹنی دی تھی جو بصیرت کا ذریعہ تھی۔ سو انہوں نے اس کے ساتھ ظلم کیا اور ہم نشانیاں ڈرانے ہی کے لئے بھیجتے ہیں۔

مشرکوں کے سوالات

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مشرکوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے محمد (ﷺ) آپ ہمیں اللہ تعالیٰ کا نسب نامہ بتائیں، ان کے جواب میں یہ سورہ نازل ہوئی:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۝ لَمْ یَلِدْ ۙ وَ لَمْ یُوْلَدْ۝ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۝ (۱۳۳)

آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ کوئی اس سے پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے، اور کوئی اس کا ہم سر نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ قریش نے یہود سے کہا: ہمیں کوئی ایسی چیز بتاؤ کہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اس کے متعلق سوال کریں، یہودیوں نے کہا: آپ ان سے روح کے بارے میں سوال کریں، انہوں نے یہ سوال کیا، تو آیت کریمہ:

وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا

قَلِيْلًاO (۱۳۴)

اور وہ لوگ آپ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمہیں بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے۔

نازل ہوئی۔(۱۳۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے گروہِ قریش! اللہ تعالیٰ کے سوا جس کی پوجا کی گئی اس میں کوئی خیر نہیں، قریش کو علم تھا کہ عیسائی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں اور وہ محمد (ﷺ) کے متعلق کیا کچھ کہتے ہیں، قریش نے آپ سے سوال کیا: اے محمد! (ﷺ) کیا تم یہ نہیں کہتے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) نبی اور اللہ تعالیٰ کے صالح بندے تھے؟ اگر تم سچے ہو تو عیسائیوں کے معبود (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) بھی ویسے ہی ہوں گے (خیر سے محروم اور جہنم کا ایندھن) تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ (۱۳۶)

جب ابن مریم کی مثال بیان کی گئی تو آپ کی قوم کے لوگ (اہل مکہ) چلا اُٹھے۔

مشرکینِ قریش کا تقدیر کے بارے میں جھگڑا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مشرکینِ قریش نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تقدیر کے بارے میں جھگڑا کرنے لگے تو یہ آیات نازل ہوئیں:

يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ؕ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَO اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍO (۱۳۷)

جس دن وہ منہ کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے (کہا جائے گا کہ) آگ میں جلنے کا مزہ چکھو، بے شک ہم نے ہر چیز ایک اندازے سے بنائی ہے۔

اللہ تعالیٰ کون سی باتیں سنتا ہے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں کعبے کے پردوں میں چھپا ہوا تھا، اتنے میں موٹے پیٹوں اور کم سمجھ والے بنو ثقیف سے تعلق رکھنے والا ایک شخص اور اس کے دو قریشی داماد یا ایک قریشی اور اس کے دو ثقفی داماد آئے اور آپس میں باتیں کرنے لگے، ان میں سے ایک بولا تمہارا کیا خیال

ہے اللہ عز وجل وہ سب سنتا ہے جو ہم بولتے ہیں؟ دوسرے نے کہا: میرا خیال ہے وہ ہماری بلند آواز سے کی گئی باتیں سنتا ہے اور ہماری آہستہ باتیں نہیں سنتا، دوسرے نے کہا: وہ سب باتیں سنتا ہے زور سے بولیں یا آہستہ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے ان کی گفتگو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ O وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَO (۱۳۸)

اور تم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں تمہارے خلاف گواہی دیں گی لیکن تم تو یہ سمجھتے رہے کہ تمہارے بہت سے اعمال کی اللہ کو خبر ہی نہیں، اور تمہاری اسی بدگمانی نے تمہیں ہلاک کر دیا جو تم نے اپنے رب کے ساتھ کر رکھی تھی پھر تم خسارے میں پڑ گئے۔

اور بت ریزہ ریزہ ہو گیا

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کعبے میں گئے، رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: بیٹھو اور آپ میرے کندھے پر چڑھے، میں اٹھنے لگا تو آپ نے میری کم زوری ملاحظہ فرمائی، آپ اتر گئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے بیٹھ گئے، اور فرمایا: میرے کندھے پر چڑھو، میں آپ کے شانوں پر چڑھا تو آپ اٹھے مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کو چھولوں، میں بیت اللہ پر چڑھا، وہاں پیتل یا تانبے کا بت تھا، میں اسے دائیں، بائیں، آگے اور پیچھے سے ہلانے لگا جب میں نے اسے اکھیڑ لیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے پھینک دو، میں نے اسے پھینک دیا وہ ایسے ٹوٹ گیا جیسے شیشہ ٹوٹتا ہے، میں نیچے اترا، پھر میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھاگ کر گھروں کی آڑ میں آ گئے تا کہ کوئی شخص ہمیں دیکھ نہ لے۔ (۱۳۹)

ستم رانیاں

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں سب سے پہلے سات افراد نے اپنے اسلام کا اظہار کیا، رسول اللہ ﷺ، حضرت ابوبکر، عمار، ان کی والدہ سمیہ، صہیب، بلال اور مقداد (رضی اللہ عنہم) رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچا ابو طالب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تحفظ فراہم فرمایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان کی قوم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تحفظ فراہم فرمایا، باقی سب کو مشرکوں نے پکڑ لیا ان کو لوہے کی زرہیں پہنا کر دھوپ میں جلنے کے لئے ڈال دیا، ہم میں سے سب نے وہی کہا جو مشرکوں نے چاہا سوائے بلال کے، انہوں نے راہِ خدا میں اپنی جان کو معمولی سمجھا، قوم کی فرمائش کو بے وقعت جانا، مشرکوں نے بلال (رضی اللہ عنہ) کو لڑکوں کے حوالے کر دیا وہ انہیں مکہ کی وادیوں میں کھینچتے پھرتے اور بلال اَحَد اَحَد کہتے رہتے۔(۱۴۰)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میرا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھا ہم بطحاء مکہ میں آئے، حضرت عمار، ان کے والد اور والدہ کو اذیتیں دی جارہی تھیں، عمار رضی اللہ عنہ کے والد نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہمارے ساتھ ہمیشہ یہی سلوک ہوتا رہے گا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبر کرو، پھر فرمایا: اے اللہ! آل یاسر کی مغفرت فرما۔(۱۴۱)

قریشی سرداروں کا طنز

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قریش کے بعض سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرے، اس وقت آپ کے پاس خباب، صہیب، بلال اور عمار رضی اللہ عنہم موجود تھے، انہوں نے کہا: اے محمد (ﷺ) کیا تم ان ہی سے راضی ہو؟ ان کے بارے میں قرآن نازل ہوا:

وَ اَنْذِرْ بِهِ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْ يُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ O وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ط مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ O وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ط اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ O وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ لا اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ لا فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ O وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ O قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَآءَكُمْ لا قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ O قُلْ اِنِّيْ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ ط مَا عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ

بِهٖ ؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ؕ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ الْفَاصِلِيْنَ O قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَاتَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ (۱۴۲)

اور آپ اس (قرآن) کے ذریعے ایسے لوگوں کو خبردار کیجئے جن کو اس بات کا ڈر ہے کہ وہ اپنے رب کے پاس ایسی حالت میں جمع ہوں گے کہ اللہ کے سوا نہ ان کا کوئی حمایتی ہوگا اور نہ سفارش کرنے والا، شاید وہ پرہیز گار بن جائیں، اور ایسے لوگوں کو دور مت کیجئے، جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں، اس کی رضا چاہتے ہیں، ان کا حساب ذرا بھی آپ کے ذمے نہیں اور نہ آپ کا حساب ان کے ذمے ہے کہ آپ ان کو دور کرنے لگیں تو آپ ظالموں میں سے ہو جائیں گے، اور ہم نے اسی طرح ایک کو دوسرے کے ذریعے آزمایا تاکہ وہ یہ کہیں کہ کیا ہم میں سے یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے احسان فرمایا، کیا اللہ شکر گزاروں کو نہیں جانتا، اور جب آپ کے پاس ہماری آیتوں پر ایمان رکھنے والے لوگ آئیں تو ان سے کہئے کہ تم پر سلامتی ہو، تمہارے رب نے مہربانی کرنا اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ تم میں سے جو شخص نا سمجھی میں گناہ کر بیٹھے پھر اس کے بعد توبہ کرلے اور اپنی اصلاح کرلے تو اللہ بخشنے والا، مہربان ہے، اور ہم اسی طرح تفصیل کے ساتھ آیتیں بیان کرتے ہیں، تاکہ مجرموں کا طریقہ ظاہر ہو جائے، آپ کہہ دیجئے کہ مجھے ان چیزوں کی عبادت سے منع کر دیا گیا ہے جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہاری خواہشات کی پیروی نہیں کروں گا، اس صورت میں تو میں گم راہ ہو جاؤں گا، اور ہدایت پانے والوں میں نہ رہوں گا، آپ کہہ دیجئے کہ میں تو اپنے رب کی ایک روشن دلیل پر ہوں، حال آں کہ تم اس کو جھٹلا چکے ہو، جس (عذاب) کی تم جلدی کرتے ہو وہ میرے پاس نہیں، بے شک اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں، وہی حق بیان فرماتا ہے اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے، آپ کہہ دیجئے کہ جس چیز کی تم جلدی کر رہے ہو اگر میرے پاس ہوتی تو میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ ہو چکا ہوتا۔ اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں دورِ جاہلیت میں لوگوں کو گم راہی میں مبتلا دیکھتا

تھا اور میں بتوں کو کچھ نہیں سمجھتا تھا، پھر میں نے ایک شخص سے مکے کے متعلق باتیں سنیں، میں اپنی سواری پر مکے پہنچا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھپ کر رہتے تھے اور آپ کی قوم آپ پر دلیر تھی، میں نے آپ کے ساتھ نرمی کا سلوک کیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، پھر میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ فرمایا: میں اللہ کا نبی ہوں، میں نے پوچھا: اللہ کے نبی کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں، میں نے کہا: کیا اللہ نے آپ کو بھیجا ہے؟ فرمایا: ہاں، میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا چیز دے کر بھیجا ہے؟ فرمایا: اللہ کو ایک مانا جائے، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا جائے، بت توڑے جائیں اور صلہ رحمی کی جائے۔ میں نے عرض کیا: اس معاملے میں آپ کے ساتھ اور کون ہے؟ ارشاد فرمایا: آزاد اور غلام، آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر بن ابی قحافہ اور بلال رضی اللہ عنہما تھے، میں نے کہا: میں آپ کی اتباع کروں گا، فرمایا: آج تم اس کی طاقت نہیں رکھتے، تم واپس اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ، جب میرے غلبے کا سنو تو میرے پاس آجانا، میں واپس گھر والوں کے ہاں چلا گیا، میں نے اسلام قبول کر لیا تھا، میں چوتھا مسلمان تھا۔ (۱۴۳)

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے ساتھ اور کون مسلمان ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: آزاد اور غلام، یعنی ابو بکر اور بلال رضی اللہ عنہما۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے وہ باتیں تعلیم فرمائیں جو آپ کے علم میں ہیں اور میں ان سے ناواقف ہوں، کیا کوئی ایسی ساعت ہے جو دوسری ساعتوں سے افضل ہو؟ فرمایا: رات کا آخری حصہ افضل ساعت ہے۔ راوی کہتے ہیں حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے میں چوتھا مسلمان ہوں۔ (۱۴۴)

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا آپ کے اس پیغام پر کس نے آپ کی اتباع کی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آزاد اور غلام نے، یعنی ابو بکر اور بلال رضی اللہ عنہما نے، اس کے بعد حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: میں نے خود کو چوتھا مسلمان پایا تھا۔ (۱۴۵)

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! اس کام میں کس نے آپ کی اتباع کی ہے؟ آپ نے فرمایا: آزاد اور غلام نے، میں نے عرض کیا: اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: پاکیزہ کلام اور کھانا کھلانا، میں نے پوچھا: ایمان کیا ہے؟ فرمایا: صبر اور فراخ دلی، فیاضی۔ میں نے دریافت کیا: کون سا اسلام افضل ہے؟ فرمایا:

جس مسلمان کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں، میں نے سوال کیا: کون سا ایمان افضل ہے، ارشاد فرمایا: بہترین خُلق، میں عرض گزار ہوا کون سی نماز افضل ہے؟ فرمایا: طویل قیام، میں نے پوچھا: کون سی ہجرت افضل ہے؟ فرمایا: اپنے رب کے تمام ناپسندیدہ کاموں کو ترک کر دینا، میں نے عرض کیا: کون سا جہاد افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: جس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دی گئیں اور اس نے اپنی جان قربان کر دی، میں نے پوچھا: کون سی ساعت افضل ہے؟ فرمایا: آدھی رات کے بعد۔ (۱۴۶)

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ اسلام کے دامن میں

خالد بن عمیر بیان کرتے ہیں حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتواں مسلمان تھا، ہمارے پاس کھانا نہیں ہوتا تھا ہم درختوں کے پتے کھایا کرتے تھے یہاں تک کہ ہماری باچھیں زخمی ہوگئیں۔ (۱۴۷)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اسلام

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے اور فرمایا: لڑکے! دودھ ہے؟ میں نے کہا: لیکن میں امین ہوں (مالک کی اجازت کے بغیر نہیں دے سکتا) آپ نے فرمایا: کوئی ایسی بکری ہے جس پر نر نہ کودا ہو؟ میں ایسی ایک بکری لایا، رسول اللہ ﷺ نے تھنوں کو چھوا تو ان میں دودھ اتر آیا، آپ نے برتن میں دودھ دوہا اور نوش فرمایا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی دودھ پیا، پھر آپ نے تھنوں سے فرمایا: سکڑ جاؤ، تھن سکڑ گئے، بعد ازاں میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے یہ پیغام تعلیم فرمائیں، آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: اللہ تم پر رحم فرمائے تم باخبر تعلیم یافتہ ہو۔ (۱۴۸)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت میں ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کھدا ہوا پتھر لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں بکری کا دودھ نکالا، پھر آپ ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور میں نے دودھ پیا، بعد ازاں میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: مجھے قرآن کی تعلیم دیں، آپ نے فرمایا: تم تعلیم یافتہ لڑکے ہو اور میں نے آپ ﷺ کی زبانی ستر سورتیں یاد کیں۔ (۱۴۹)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نوجوان لڑکا اور عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چراتا تھا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ مشرکوں سے بھاگ کر میرے پاس آئے

اور فرمایا: اے لڑکے! کیا تمہارے پاس ہمیں پلانے کے لئے دودھ ہے؟ میں نے کہا: میں امانت دار ہوں میں تمہیں دودھ نہیں پلا سکتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے پاس ایسی بکری ہے جس پر نر نہ چڑھا ہو؟ میں نے کہا ہاں، میں ایسی بکری آپ کے پاس لایا، آپ نے اسے پکڑا اس کے تھن پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی، تھن میں دودھ اتر آیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھدا ہوا پتھر لائے، آپ نے اس میں دودھ نکالا اور نوش فرمایا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اور پھر میں نے پیا، پھر آپ نے تھن سے فرمایا: سکڑ جا، تھن سکڑ گیا، بعد میں میں آپ کے پاس آکر عرض گزار ہوا، مجھے قرآن سکھائیے، آپ ﷺ نے فرمایا: تم تعلیم یافتہ لڑکے ہو، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ستر سورتیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے لی ہیں، جن میں کوئی دوسرا میرا شریک نہیں۔ (۱۵۰)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا اسلام

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے خود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات میں ساتواں (مسلمان) پایا، ہمارا کھانا درختوں کے پتے ہوتے اور ہم میں سے ہر ایک بکریوں کی طرح مینگنیاں کرتا تھا، اب بنو اسد مجھے اسلام کے احکام سکھاتے ہیں (بنو اسد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی تھی کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نماز صحیح نہیں پڑھاتے ہیں) اگر ایسا ہے تو پھر میں ناکام رہا اور اسلام کے لئے میری کوشش ضائع ہوئی۔ (۱۵۱)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں راہِ خدا میں تیر چلانے والا پہلا عرب ہوں، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتے اور ہمارا کھانا ببول اور انگور کی بیل کے پتے ہوتے تھے، یہاں تک کہ ہم میں ایک بکری جیسی مینگنیاں کرتا، اب بنو اسد مجھے دین سکھاتے ہیں (اگر مجھے دین کے احکام معلوم نہیں) تب تو میں خسارے میں رہا اور میرا عمل بے کار گیا۔ (۱۵۲)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے حضرت مصعب بیان کرتے ہیں کہ میرے والد کے بارے میں چار آیات نازل ہوئیں، میرے والد نے بیان کیا (غزوۂ بدر میں) مجھے ایک تلوار ملی، میں نے کہا: یا رسول اللہ! یہ تلوار مجھے عطا فرما دیں، آپ نے فرمایا: اسے رکھ دو، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تلوار مجھے عطا فرما دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے جہاں سے لی ہے۔ وہیں رکھ دو، اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ (۱۵۳)

وہ آپ سے مالِ غنیمت کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ مالِ غنیمت تو اللہ اور رسول کا ہے۔

اور میری ماں نے کہا: کیا اللہ تمہیں صلہ رحمی اور والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم نہیں دیتا، اللہ کی قسم! میں کھانا کھاؤں گی نہ پانی پیوں گی جب تک تم محمد (ﷺ) کے ساتھ کفر نہیں کرو گے، اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا یہاں تک کہ ماں کے منہ کو لکڑی سے کھول کر پانی ڈالا گیا اور کھانا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَ وَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ ۚ حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَھْنًا عَلٰی وَھْنٍ وَّ فِصٰلُہٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْکَ ؕ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ۝ وَاِنْ جَاھَدٰکَ عَلٰٓی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَالَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْھُمَا وَصَاحِبْھُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ز وَّ اتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (۱۵۴)

اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق وصیت کی۔ اس کی ماں نے تکلیف پر تکلیف اٹھا کر اسے اپنے پیٹ میں رکھا اور دو برس میں اس کا دودھ چھڑانا ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کرے کہ میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے، اور اگر وہ دونوں تجھے اس بات پر مجبور کریں کہ تو میرے ساتھ اسے شریک کرے جس کا تجھے علم بھی نہیں تو ان کا کہنا نہ ماننا اور دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح پیش آنا اور اس کی راہ پر چل جو میری طرف متوجہ ہوا۔ اور تم سب کو لوٹ کر میری ہی طرف آنا ہے۔ پھر میں تمہیں بتادوں گا کہ تم کیا کیا کرتے تھے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (حجۃ الوداع کے موقع پر) میرے پاس تشریف لائے میں بیمار تھا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنے سارے مال کی وصیت کر دوں؟ آپ نے مجھے منع فرمایا، میں نے کہا: آدھا؟ آپ نے فرمایا: نہیں، میں نے کہا: ایک تہائی، آپ خاموش رہے، اسی سے لوگوں نے ایک تہائی مال میں وصیت کا جواز لے لیا۔

اسی طرح شراب کی حرمت سے پہلے ایک انصاری نے کھانا تیار کیا، لوگوں نے کھایا، پیا اور شراب نوشی کی، پھر لگے باہم فخر و مباہات کرنے، انصار نے کہا: انصار بہتر ہیں، مہاجرین نے کہا: مہاجرین بہتر ہیں، ایک آدمی نے اونٹ کی ہڈی اٹھا کر اس سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ناک توڑ دی، تب یہ آیت نازل ہوئی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ (۱۵۵)

اے ایمان والو! بے شک شراب اور جوا اور بت اور پانسے محض گندے اور شیطانی کام ہیں، پس تم ان سے بچتے رہو تا کہ تم فلاح پاؤ، بے شک شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے سے تم میں آپس میں عداوت اور بغض ڈال دے اور تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دے۔ کیا تم باز آتے ہو؟

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ کی آزمائش

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مکے میں لوہار تھا، عاص بن وائل کا کام کرتا تھا، میرے کچھ درہم اس کے ذمے باقی تھے، میں نے اس سے تقاضا کیا، اس نے کہا میں یہ درہم اس صورت میں دوں گا کہ تم محمد (ﷺ) سے کفر کرو، میں نے کہا بخدا میں محمد ﷺ سے کفر نہیں کروں گا، یہاں تک کہ تم مر کے پھر زندہ کئے جاؤ، عاص بولا: جب میں مرنے کے بعد زندہ ہوں گا تم میرے پاس آنا میرے پاس مال اور اولاد ہوں گے، تب تمہیں رقم ادا کردوں گا۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی یہ بات بتائی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

اَفَرَءَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَاُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا ○ اَطَّلَعَ الْغَيْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ○ كَلَّا ط سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَنَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ○ وَّنَرِثُهٗ مَا يَقُوْلُ وَيَاْتِيْنَا فَرْدًا ○ (۱۵۶)

بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جو ہماری آیتوں کا منکر ہوگیا اور کہتا ہے کہ مجھے مال اور اولاد مل کر رہے گا، کیا وہ غیب پر مطلع ہوگیا یا اس نے اللہ سے کوئی عہد لے رکھا ہے، ہرگز نہیں جو کچھ وہ کہتا ہے ہم اسے لکھتے جاتے ہیں اور اس کے لئے عذاب بڑھاتے جاتے ہیں، اور جو کچھ وہ کہتا ہے ہم اس کے وارث ہو جائیں گے اور وہ ہمارے پاس تنہا آئے گا۔

صحابہ کرام کی درخواست کا جواب

حضرت خباب بن الارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے آپ کعبے کے سایے میں اپنی چادر کا سہارا لئے ہوئے تھے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے، اللہ تعالیٰ ہمیں نصرت عطا فرمائے، حضرت خباب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ سرخ ہوگیا اور فرمایا: تم سے پہلے ایسے لوگ گزرے ہیں (دین کی خاطر) جن کو پکڑ کر گڑھے میں کھڑا کر کے ان کے سر پر آری رکھ کر انہیں دو ٹکڑے کر دیا گیا، لیکن یہ چیز انہیں اپنے دین سے برگشتہ نہ کرسکی، ان کا گوشت اور پٹھے لوہے کی کنگھیوں کی مدد سے ان کی ہڈیوں سے اتارے گئے گیا لیکن یہ چیز ان کو ان کے دین سے برگشتہ نہ کرسکی، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ اس کام کو ضرور تکمیل تک پہنچائے گا، یہاں تک کہ کوئی سوار صنعاء سے حضرموت تک سفر کرے گا اور اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا لیکن تم جلدی کررہے ہو (بے صبری کا مظاہرہ کررہے ہو)۔ (۱۵۷)

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا اسلام

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں اپنے گھر کے صحن میں تشریف فرما تھے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے اور آپ کو دیکھ کر مسکرائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا بیٹھو گے نہیں، انہوں نے کہا: ہاں، وہ بیٹھ گئے اور آپ اس کی طرف متوجہ ہوکر باتیں کرنے لگے، ابھی آپ ان سے باتوں میں مصروف تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اچانک آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا، لمحے بھر آپ نے آسمان کی طرف دیکھا پھر آہستہ آہستہ نگاہیں نیچی کر کے اپنے دائیں جانب زمین کی طرف دیکھنے لگے اور اپنا رخ عثمان سے پھیر کر دائیں جانب کرلیا اور اپنا سر اس طرح ہلانے لگے جیسے کسی سے کچھ سمجھ رہے ہوں، ابن مظعون دیکھتے رہے، جب ضرورت پوری ہوگئی اور جو کچھ آپ سے کہا جارہا تھا، آپ نے سمجھ لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی مرتبہ کی طرح آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا، پھر عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف پہلے کی طرح متوجہ ہوکر بیٹھ گئے، عثمان بولے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے کئی بار آپ کے پاس آنے اور بیٹھنے کا اتفاق ہوا ہے لیکن آج جیسا منظر نہیں دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: تم نے مجھ سے ایسی کیا بات دیکھی ہے؟ وہ بولے آپ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی پھر نیچی کر لی اور اپنی دائیں طرف

دیکھنے لگے آپ اسی طرف گھوم گئے اور مجھے چھوڑ دیا، پھر آپ اسی طرح سر ہلانے لگے گویا کوئی آپ سے کچھ کہہ رہا ہے اور آپ اسے سمجھ رہے ہیں، آپ نے فرمایا: تم نے یہ جان لیا؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: جی ہاں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم بیٹھے ہوئے تھے کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کا قاصد آ گیا، عثمان نے پوچھا: اللہ تعالیٰ کا قاصد؟ فرمایا: ہاں، عثمان نے پوچھا: اس نے آپ سے کیا کہا؟ آپ نے یہ آیت پڑھی:

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآیءِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ ج یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ O (۱۵۸)

بے شک اللہ تمہیں عدل واحسان کرنے اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور بری بات اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اسی وقت میرے دل میں ایمان نے قرار پکڑ لیا اور میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت کرنے لگا۔ (۱۵۹)

ایّام حج میں تبلیغ اور ابولہب

حضرت ربیعہ بن عباد الدیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے قبل از ہجرتِ مدینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منیٰ میں لوگوں کے ٹھکانوں پر جا کر تبلیغ کرتے دیکھا، آپ فرماتے تھے: لوگو! اللہ عزوجل تمہیں حکم فرماتا ہے کہ اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے پیچھے پیچھے ایک آدمی کہہ رہا تھا: یہ تمہیں اپنے باپ دادا کا دین چھوڑنے کا کہتا ہے۔ میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ مجھے بتایا گیا: یہ ابولہب ہے۔ (۱۶۰)

حضرت ربیعہ بن عباد الدیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نوجوان تھا اپنے والد کے ساتھ منیٰ میں آیا ہوا تھا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف قبائل کے ٹھکانوں پر گھومتے ہوئے دیکھا، آپ کے پیچھے پیچھے لمبی زلفوں، حسین چہرے والا بھینگا آدمی لگا ہوا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی قبیلے کے پاس کھڑے ہوتے اور فرماتے: اے بنوفلاں! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، میں تمہیں کہتا ہوں کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ، میری تصدیق کرو تاکہ میں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دوں جس کے لئے مجھے مبعوث کیا گیا ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی گفتگو سے فارغ ہوتے آپ کا پیچھا

کرنے والا شخص کہتا: اے بنو فلاں! یہ آدمی چاہتا ہے کہ تم لات وعزیٰ کو چھوڑ دو، اور اس کی بدعت و ضلالت کی پیروی کرتے ہوئے بنو مالک بن اقیس کے قبیلے کے اپنے حلیفوں سے ترک تعلق کرلو، اس کی باتوں پر دھیان دو نہ اس کی پیروی کرو، میں نے اپنے والد سے پوچھا: یہ کون ہے؟ کہا: یہ اس کا چچا ابولہب ہے۔ (۱۶۱)

حضرت ربیعہ بن عباد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم! وہ منظر مجھے یاد ہے، میں اپنے والد کے ساتھ نوجوانی میں منیٰ میں تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں لوگوں کے ٹھکانوں میں گھوم رہے تھے، اور آپ کے پیچھے بالوں کے دو جوڑوں والا، حسین چہرے والا بھینگا آدمی تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم کے پاس فرماتے: میں اللہ کا رسول ہوں اللہ تعالیٰ تمہیں حکم فرماتا ہے کہ اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو۔ تو آپ کے پیچھے آنے والا کہتا: یہ تمہیں اپنے آباؤ اجداد کا دین چھوڑنے کو کہتا ہے، لات وعزیٰ کی عبادت سے دست بردار ہونے کا کہتا ہے اور اپنی لائی ہوئی بدعت اور ضلالت کے بدلے بنو مالک بن اقیس کے حلیفوں سے الگ ہونے کا کہتا ہے۔

حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا: یہ کون ہے؟ انہوں نے بتایا یہ آپ کا چچا ابولہب عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب ہے۔ (۱۶۲)

عکاظ اور ذوالمجاز کے بازاروں میں تبلیغ

حضرت ربیعہ بن عباد الدیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عکاظ کے بازار میں ابولہب کو دیکھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے کہہ رہا تھا: لوگو! یہ گمراہ ہو چکا ہے یہ تمہیں تمہارے معبودوں سے برگشتہ نہ کردے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابولہب سے دور ہو رہے تھے اور وہ آپ کے پیچھے لگا ہوا تھا، ہم ابولہب کے پیچھے پیچھے تھے ہم لڑکے تھے، گویا میں دیکھ رہا ہوں وہ گورا چٹا بھینگا آدمی ہے جس کے بالوں کی دو چٹیائیں ہیں۔ (۱۶۳)

اشعث بن سلیم بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دورِ امارت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کو یہ فرماتے سنا کہ میں نے عکاظ کے بازار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: لوگو! کہو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، فلاح پاؤ گے، اور ابوجہل آپ کے پیچھے لگا ہوا تھا وہ کہہ رہا تھا یہ تمہیں تمہارے معبودوں سے روکنا چاہتا ہے۔ (۱۶۴)

حضرت ربیعہ بن عباد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نے ذوالمجاز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو

دیکھا آپ لوگوں کو اسلام کی دعوت دے رہے ہیں اور آپ کے پیچھے ایک بھینگا شخص کہتا پھر رہا ہے: یہ تمہیں تمہارے معبودوں کے دین سے برگشتہ نہ کردے، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ آپ کا چچا ابولہب ہے۔ (۱۶۵)

حضرت ربیعہ بن عباد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ذوالمجاز کے بازار میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اسلام کی طرف بلا رہے ہیں اور آپ کے پیچھے ایک بھینگا شخص کہہ رہا ہے: یہ شخص تمہیں تمہارے دین اور تمہارے باپ داداؤں کے دین سے برگشتہ نہ کرنے پائے، میں لڑکا تھا میں نے اپنے والد سے پوچھا: یہ بھینگا شخص جو آپ کے پیچھے لگا ہوا ہے کون ہے؟ انہوں نے کہا: یہ آپ کا چچا ابولہب ہے۔ (۱۶۶)

حضرت ربیعہ بن عباد الدیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنی ان آنکھوں سے ذوالمجاز کے بازار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے دیکھا اور سنا: لوگو! کہو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں فلاح پاؤ گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بازار کی گلیوں میں یہ اعلان فرما رہے تھے، آپ کے گرد لوگوں کا ہجوم تھا لیکن آپ کو کوئی کچھ نہیں کہہ رہا تھا اور آپ برابر فرماتے جا رہے تھے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو فلاح پاؤ گے، البتہ آپ کے پیچھے ایک خوش شکل دو لمبی چٹیاؤں والا بھینگا شخص کہتا پھر رہا تھا یہ بے دین ہے جھوٹا ہے، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ محمد (ﷺ) ابن عبداللہ ہیں، جو اپنی نبوت کا اعلان کر رہے ہیں، میں نے پوچھا: ان کو جھٹلانے والا کون ہے؟ کہا ان کا چچا ہے۔

حدیث کے راوی ابوالزناد بیان کرتے ہیں کہ میں نے ربیعہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اس روز آپ تو چھوٹے بچے ہوں گے؟ انہوں نے کہا: نہیں بخدا میں اس روز سمجھ دار تھا۔ (۱۶۷)

اشعث بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے بنو مالک بن کنانہ کے ایک شیخ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذوالمجاز کے بازار میں گھوم پھر کر یہ اعلان کرتے دیکھا: لوگو! لا الہ الا اللہ کہو فلاح پاؤ گے، اور ابوجہل آپ پر مٹی پھینکتا تھا اور کہتا تھا: لوگو! یہ تمہیں تمہارے دین سے برگشتہ نہ کرے، یہ چاہتا ہے کہ تم اپنے معبودوں کو چھوڑ دو، تم لات وعزیٰ کو چھوڑ دو، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوجہل کی طرف توجہ نہیں دیتے تھے۔ (۱۶۸)

بنو الدیل کے حضرت ربیعہ بن عباد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے اپنے دور جاہلیت میں (اسلام قبول کرنے سے پہلے) ذوالمجاز کے بازار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ فرما رہے تھے:

لوگو! لا الہ الا اللہ کہو، فلاح پاؤ گے، آپ کے گرد لوگوں کا ہجوم تھا، اور آپ کے پیچھے پیچھے ایک خوش شکل، دو چٹیاؤں والا بھینگا شخص کہتا تھا: یہ بے دین ہے، جھوٹا ہے۔ میں نے آپ کے متعلق پوچھا: انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب بیان کیا اور دوسرے شخص کے بارے میں بتایا وہ آپ کا چچا ابولہب ہے۔ (۱۶۹)

حوالہ جات

اس مضمون میں مسند احمد کی مذکورہ اشاعت پیش نظر رہی ہے۔ دار احیاء التراث العربی، بیروت۔ ۱۹۹۳ء

۱۔ جمع الجوامع دیباچہ۔ قسم الاقوال: ج ۱ ص ۲۱

۲۔ رقم الحدیث: ۲۰۰۷۳ (حدیث میسرۃ الفجر رضی اللہ عنہ)

۳۔ رقم الحدیث: ۱۶۱۸۷، ۲۲۷۰۱ (حدیث بعض اصحاب النبی ﷺ)

۴۔ البقرہ: ۱۲۹

۵۔ الصف: ۶

۶۔ رقم الحدیث: ۱۶۷۰۰ (حدیث العرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ) رقم الحدیث: ۱۶۷۰۱ (حدیث العرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ)

۷۔ رقم الحدیث: ۱۶۷۰۶ (حدیث عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ)

۸۔ انجیل یوحنا، باب ۱۴، آیت ۲۵، ۲۶، ۳۱۔ انجیل متی، باب ۴، آیت ۱۷

۹۔ رقم الحدیث: ۲۱۷۵۸، (حدیث ابی امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ)

۱۰۔ الاعراف: ۱۷۲

۱۱۔ الاحزاب: ۷

۱۲۔ رقم الحدیث: ۲۰۷۲۶، (حدیث ابی العالیۃ الریاحی عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ)

۱۳۔ رقم الحدیث: ۱۹۰۸۵ (حدیث ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ)

۱۴۔ رقم الحدیث: ۲۶۹۴۲۔ (عن حدیث ابی الدرداء عویمر رضی اللہ عنہ)

۱۵۔ رقم الحدیث: ۱۹۵۹۴ (حدیث سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ)

۱۶۔ رقم الحدیث: ۱۶۵۳۸، ۱۶۵۳۹ (حدیث واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ)

۱۷۔ رقم الحدیث: ۱۷۰۶۳ (حدیث عبدالمطلب بن ربیعہ رضی اللہ ۔ ۔)

۱۸۔ رقم الحدیث: ۱۷۴۳۴ (حدیث قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ)

۱۹۔ رقم الحدیث: ۱۷۱۹۶، (حدیث عتبہ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ)

۲۰۔ رقم الحدیث: ۱۱۸۱۲ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۲۱۔ رقم الحدیث: ۱۲۰۹۷، ۱۳۶۵۵ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۲۲۔ رقم الحدیث: ۲۰۷۵۲ (حدیث محمد بن ابی بن کعب عن ابیہ رضی اللہ عنہما

۲۳۔ رقم الحدیث: ۱۰۷۴۳ (مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ)

۲۴۔ رقم الحدیث: ۱۱۵۰۸ (مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ)

۲۵۔ رقم الحدیث: ۱۴۰۸۸ (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۲۶۔ سیرت ابن ہشام: ج۱، ص۱۳۲

۲۷۔ رقم الحدیث: ۱۶۵۸، (حدیث عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ)

۲۸۔ رقم الحدیث: ۱۶۷۹، (حدیث عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ)

۲۹۔ رقم الحدیث: ۳۰۶۲، (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۳۰۔ رقم الحدیث: ۲۸۴۶، (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۳۱۔ رقم الحدیث: ۱۵۰۷۷ (حدیث سائب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ)

۳۲۔ رقم الحدیث: ۱۵۰۷۶ (حدیث سائب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ)

۳۳۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے حضرت سائب رضی اللہ عنہ اس وقت نابینا ہو چکے تھے، رقم الحدیث: ۱۵۰۷۶

۳۴۔ رقم الحدیث: ۱۵۰۷۴ (حدیث سائب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ)

۳۵۔ رقم الحدیث: ۱۵۰۷۹ (حدیث سائب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ)

۳۶۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے ہیں، عام الفیل سے تین سال پہلے کعبے کے اندر ولادت ہوئی، فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں ۵۴ھ میں ایک سو بیس سال کی عمر پاکر فوت ہوئے۔ الاستیعاب، ج۱ص ۴۱۷، رقم: ۵۵۳

۳۷۔ رقم الحدیث: ۱۴۸۹۹، (مسند حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ)

۳۸۔ رقم الحدیث: ۱۷۰۲۸، (حدیث عیاض بن حمار المجاشعی رضی اللہ عنہ)

۳۹۔ زید بن عمرو بن نفیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چچا اور عشرۂ مبشرہ میں مذکور صحابی حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے والد تھے، دین ابراہیم علیہ السلام پر تھے بتوں کی عبادت سے، اظہار برأت کرتے [illegible] ول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کی بعثت سے پہلے فوت ہو گئے، سیرۃ ابن ہشام، ج۱ص۲۲۴ تا ۲۳۲ پر ان کا تفصیلی تذکرہ ہے اور اس سوال کا علامہ سہیلی کے حوالے سے تفصیلی جواب بھی موجود ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل از بعثت بتوں کے نام پر ذبح کردہ جانوروں کا گوشت تناول فرمایا کرتے تھے۔

۴۰۔ رقم الحدیث: ۵۳۴۶، ۵۵۹۹، ۶۰۷۵ (مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

۴۱۔ رقم الحدیث: ۱۶۵۱، (مسند سعید بن زید رضی اللہ عنہ)

۴۲۔ رقم الحدیث: ۱۳۷۲۷، ۱۴۶۵۰ (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۴۳۔ رقم الحدیث: ۱۳۹۲۲، ۱۴۱۶۸، (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۴۴۔ رقم الحدیث: ۲۳۲۸۲، (حدیث ابی الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ)

۴۵۔ رقم الحدیث: ۲۳۲۸۸ (حدیث ابی الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ)

۴۶۔ رقم الحدیث: ۱۵۰۷۸ (حدیث السائب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ)

۴۷۔ رقم الحدیث: ۱۶۳۱۶، (حدیث جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ)

۴۸۔ رقم الحدیث: ۱۷۴۸۷، ۲۲۵۵۸ (حدیث جار لخدیجہ رضی اللہ عنہا)

۴۹۔ رقم الحدیث: ۲۰۳۱۷، ۲۰۳۸۷ (حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ)

۵۰۔ رقم الحدیث: ۲۰۵۰۰ (حدیث جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ)

۵۱۔ رقم الحدیث: ۸۶۴۰، ۹۱۲۶ (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۵۲۔ رقم الحدیث: ۹۸۵۴، (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۵۳۔ رقم الحدیث: ۱۹۳۱۹ (حدیث عمران بن حصین رضی اللہ عنہ)

۵۴۔ رقم الحدیث: ۱۹۳۲۲ (حدیث عمران بن حصین رضی اللہ عنہ)

۵۵۔ رقم الحدیث: ۱۲۱۲۰ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۵۶۔ رقم الحدیث: ۱۳۱۰۷ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۵۷۔ رقم الحدیث: ۲۵۰۲ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۵۸۔ رقم الحدیث: ۵۶۳۴ (مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما)

۵۹۔ رقم الحدیث: ۳۵۸۹ (مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

۶۰۔ رقم الحدیث: ۱۹۲۳۶ (حدیث ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ)

۶۱۔ رقم الحدیث: ۲۰۸۰۷ (حدیث ابی ذر الغفاری رضی اللہ عنہ)

۶۲۔ رقم الحدیث: ۸۹۱۷ (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۶۳۔ رقم الحدیث: ۱۰۶۸۳ (مسند ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ)

۶۴۔ رقم الحدیث: ۱۳۴۱۲ (مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۶۵۔ رقم الحدیث: ۱۴۴۷۲ (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۶۶۔ رقم الحدیث: ۲۰۷۳۷ (حدیث الطفیل بن ابی بن کعب عن ابیہ)

۶۷۔ رقم الحدیث: ۲۸۴۱ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۶۸۔ رقم الحدیث: ۲۴۶۸۶ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

۶۹۔ رقم الحدیث: ۲۵۳۳۷ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

۷۰۔ العلق: ۱۔۵

۷۱۔ رقم الحدیث: ۲۵۴۲۸، (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

۷۲۔ رقم الحدیث: ۲۳۸۴۶ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

۷۳۔ رقم الحدیث: ۱۷۰۲۶ (حدیث زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ)

۷۴۔ رقم الحدیث: ۲۱۲۶۴ (حدیث اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما)

۷۵۔ رقم الحدیث: ۷۰۳۱ (مسند عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما)

۷۶۔ رقم الحدیث: ۲۲۱۹۵، ۲۲۲۰۸، ۲۲۲۲۸، (حدیث عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ

۷۷۔ رقم الحدیث: ۲۳۷۸۸، ۲۵۱۲۹ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

۷۸۔ رقم الحدیث: ۲۴۷۲۴، ۲۴۷۷۵، ۲۵۶۶۶ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

۷۹۔ رقم الحدیث: ۲۵۴۲۸ (حدیث السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

۸۰۔ الضحیٰ: ۳

۸۱۔ رقم الحدیث: ۱۸۳۱۹ (حدیث جندب البجلی رضی اللہ عنہ)

۸۲۔ الضحیٰ: ۱ تا ۳

۸۳۔ رقم روایت: ۱۸۳۲۴، ۱۸۳۲۷، ۱۸۳۲۹۔ (حدیث جندب البجلی رضی اللہ علیہ)

۸۴۔ المدثر: ۱ تا ۵) (رقم الحدیث: ۱۴۶۱۷ (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۸۵۔ المدثر: ۱ تا ۴) (رقم الحدیث: ۱۳۸۷۵، ۱۳۸۷۶ (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

۸۶۔ المدثر: ۱ تا ۳) (رقم الحدیث: ۱۴۷۹۲ (مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۸۷۔ المدثر:۱تا۵

۸۸۔ رقم الحدیث:۱۴۰۷۴(مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۸۹۔ المدثر:۱تا۵(رقم الحدیث:۱۴۶۱۵(مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۹۰۔ رقم الحدیث:۱۵۴۱۴(حدیث سلمہ بن سلامہ بن وقش رضی اللہ عنہ)

۹۱۔ رقم الحدیث:۱۵۰۳۶،۱۶۲۵۴(حدیث ابن عبس رضی اللہ عنہ)

۹۲۔ رقم الحدیث:۱۴۴۲۱(مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما)

۹۳۔ رقم الحدیث:۳۰۵۲(مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۹۴۔ رقم الحدیث:۱۸۷۹۵(حدیث زید بن ارقم رضی اللہ عنہ)

۹۵۔ رقم الحدیث:۱۱۹۵(مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ)

۹۶۔ رقم الحدیث:۳۵۳۲(مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۹۷۔ رقم الحدیث:۱۸۷۹۸(حدیث زید بن ارقم رضی اللہ عنہ)

۹۸۔ رقم الحدیث:۱۷۹۰(حدیث العباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ)

۹۹۔ رقم الحدیث:۲۶۴۱۵(حدیث اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما)

۱۰۰۔ الاسراء:۱۰۹(رقم الحدیث:۱۸۵۶(مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۱۰۱۔ رقم الحدیث:۳۷۱۴(مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

۱۰۲۔ رقم الحدیث:۳۷۶۶(مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

۱۰۳۔ رقم الحدیث:۳۹۵۲(مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

۱۰۴۔ العلق:۹تا۱۳

۱۰۵۔ رقم الحدیث:۲۳۱۷،۳۰۳۶(مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۱۰۶۔ رقم الحدیث:۲۲۲۶،۳۴۷۳(مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۱۰۷۔ العلق:۹تا۱۹) (رقم الحدیث:۸۶۱۳(مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۱۰۸۔ رقم الحدیث:۶۸۶۹(مسند عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما)

۱۰۹۔ رقم الحدیث:۶۹۹۶(مسند عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما)

۱۱۰۔ رقم الحدیث:۱۱۷۰۲(مسند انس بن مالک رضی اللہ عنہ)

۱۱۱۔ رقم الحدیث:۲۷۵۷(مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۱۱۲۔ رقم الحدیث: ۳۴۷۵ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۱۱۳۔ رقم الحدیث: ۲۹۸۴ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۱۱۴۔ رقم الحدیث: ۱۶۱۳۶ (حدیث خفاء بن ایماء رضی اللہ عنہ)

۱۱۵۔ اللھب: ۱ تا ۵

۱۱۶۔ رقم الحدیث: ۲۵۴۰ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۱۱۷۔ رقم الحدیث: ۲۷۹۸ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۱۱۸۔ الشعراء: ۲۱۴

۱۱۹۔ رقم الحدیث: ۲۰۰۸۲،۵۴۸۴ (حدیث قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ

۱۲۰۔ رقم الحدیث: ۸۷۷ (مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۱۲۱۔ رقم الحدیث: ۱۳۷۵ (مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ)

۱۲۲۔ الشعراء: ۲۱۴

۱۲۳۔ رقم الحدیث: ۲۵۰۰۸،۲۴۵۲۳ (مسند السیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا)

۱۲۴۔ رقم الحدیث: ۹۵۰۱،۸۳۸۵ (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۱۲۵۔ الشعراء: ۲۱۴

۱۲۶۔ رقم الحدیث: ۸۱۹۷ (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۱۲۷۔ رقم الحدیث: ۸۹۲۶ (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۱۲۸۔ الشعراء: ۲۱۴

۱۲۹۔ رقم الحدیث: ۱۰۳۴۷ (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۱۳۰۔ رقم الحدیث: ۲۱۶۷ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۱۳۱۔ رقم الحدیث: ۳۲۱۳ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۱۳۲۔ بنی اسرائیل: ۵۹) (رقم الحدیث: ۲۳۲۹ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۱۳۳۔ الاخلاص: ۱ تا ۴ (رقم الحدیث: ۲۰۷۱۴ (حدیث ابوالعالیہ الریاحی عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ)

۱۳۴۔ بنی اسرائیل: ۸۵

۱۳۵۔ رقم الحدیث: ۲۳۰۹ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۱۳۶۔ الزخرف: ۵۷) (رقم الحدیث: ۲۹۱۴ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۱۳۷۔ القمر: ۴۸، ۴۹) (رقم الحدیث: ۹۴۴۳، ۹۸۰۸ (مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۱۳۸۔ حٰم السجدہ: ۲۲، ۲۳) (رقم الحدیث: ۳۸۶۵، ۳۰۳۷، ۴۲۰۴، ۴۲۲۶ (مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

۱۳۹۔ رقم الحدیث: ۶۴۵ (مسند علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ)

۱۴۰۔ رقم الحدیث: ۳۸۲۲ (مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

۱۴۱۔ رقم الحدیث: ۴۴۱ (مسند عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ)

۱۴۲۔ مائدہ: ۵۱، ۵۸ رقم الحدیث: ۳۹۷۵ (مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

۱۴۳۔ رقم الحدیث: ۱۶۵۷۱ (حدیث عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ)

۱۴۴۔ رقم الحدیث: ۱۶۵۷۰، ۱۶۵۷۸ (حدیث عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ)

۱۴۴۔ رقم الحدیث: ۱۸۹۴۱ (حدیث عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ)

۱۴۵۔ رقم الحدیث: ۱۸۹۴۲ (حدیث عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ)

۱۴۶۔ رقم الحدیث: ۲۰۰۸۶، ۲۰۰۸۷ (حدیث عتبہ بن غزوان عن النبی ﷺ)

۱۴۷۔ رقم الحدیث: ۳۵۸۷ (مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

۱۴۸۔ رقم الحدیث: ۳۵۸۸ (مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

۱۵۰۔ رقم الحدیث: ۴۳۹۸ (مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

۱۵۱۔ رقم الحدیث: ۱۵۰۱ (مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ)

۱۵۲۔ رقم الحدیث: ۱۵۷۰ (مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ)

۱۵۳۔ الانفال: ۱

۱۵۴۔ لقمان: ۱۴، ۱۵

۱۵۵۔ مائدہ: ۹۰، ۹۱ (رقم الحدیث: ۱۵۷۱ (مسند سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ)

۱۵۶۔ مریم: ۷۷ تا ۸۰) (رقم الحدیث: ۲۰۵۶۳، ۱۰۵۷۰۔ ۲۰۵۷۱ حدیث خباب الارت رضی اللہ عنہ)

۱۵۷۔ رقم الحدیث: ۲۰۵۵۳، ۲۶۶۷۵ (حدیث خباب بن الارت رضی اللہ عنہ)

۱۵۸۔ النحل: ۹۰

۱۵۹۔ رقم الحدیث: ۲۹۱۵ (مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما)

۱۶۰۔ رقم الحدیث: ۱۵۵۹۴ (حدیث ربیعہ بن عباد الدیلی رضی اللہ عنہ)

۱۶۱۔ رقم الحدیث: ۱۵۵۹۵ (حدیث ربیعہ بن عباد الدیلی رضی اللہ عنہ)